Sains wa Kalam
by
Qayamuddin

Sains-O-Kalam
by
Md Qayamuddin

کتاب

سائنس و کلام

جلد اول جزو (۱)

مصنفہ

عالیجناب مولانا مولوی حافظ حاجی محمد قیام الدین عبد الباری صاحب دامت فیوضہ

لکھنوی فرنگی محلی

حسب فرمائش جناب مولوی محمد سلامت اللہ صاحب فرنگی محلی

بعد حفظ حق تالیف بار اول

ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۴ ہجری مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ عیسوی

مطبع نامی لکھنؤ میں طبع ہوئی

تعداد ۱۲۵۰ نمبر ۳۶۰۴ قیمت ۱۲/

فہرست تصانیف حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی محمد قیام الدین عبد الباری صاحب مدفیضہ
جنمین سے بعض طبع ہو چکی ہین

علم صرف (۱۰)

تحفۃ الاخوان - ہدیۃ الخلان - المنتخب - سلسلۃ الذہب - تسہیل الصرف
جامع القواعد - ارتقاء الشرف - مقدمۃ الصرف - شرح ہدایۃ الصرف
شرح فصول اکبری -

علم نحو (۴)

نور المصباح - ہدیۃ الطلبا - شرح ہدایۃ النحو - حاشیہ الفقیر -

حکمۃ (۳)

تحفۃ الاحباب - عین الصواب - حاشیۃ النافعہ علی طفرۃ النزادیہ

منطق (۴)

اعتصام الاذہان - شرحان لایساغوجی - تقریب الاذہان -

فقہ

العمل المغفور - رحمۃ الغفور - خیر الزاد - الفیض الرحمانی
قرۃ العینین - حیات اولی الالباب - الخطر - رسالہ فی تحقیق الجزیہ
احقاق السماع - احسن القربات - رجم الشیطان - غایۃ المامول -
القول المؤید - کشف الحال - طعن السنان - التعلیق المختار -
رسالہ فی مسائل الطہارۃ - ذب الطاعنین - خیر الدعا -
الحرز المصون - رحمۃ الامہ - صرع الجان - فتاوی قیام الملۃ والدین
تعلیق الازہار - البیان المسلم فی ترجمۃ الکلام المبرم فی نقض القول المحکم
العمل الماجور ترجمۃ الکلام المبرور فی رد القول المنصور - الحج المغفور ترجمۃ السعی المشکور فی رد المذہب الماثور

نوٹ - بقیہ فہرست تصانیف صفحہ ۲ رنگین پر درج ہے -

کتاب

سائنس و کلام

جلد اول جزو (۱)

مصنفہ

عالیحضرت مولانا مولوی حافظ حاجی محمد قیام الدین عبد الباری صاحب مدفیوضہ
لکھنوی فرنگی محلی

حسب فرمائش جناب مولوی محمد سلامت اللہ صاحب فرنگی محلی

مطبع نامی لکھنؤ میں طبع ہوئی
ماہ ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۲۳ ہجری قدسی

بار اول ۱۲۰۰ قیمت ۸ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

فلسفہ اور حکمت سے قوۃ خیالیہ مین ایک ایسا اشتعال ہوتا ہی
جس سے اگلے خیالات بالکل متغیر ہو جاتے ہین اور انکی
قدیم نوعیت باقی نہین رہتی ہی۔ خواہ وہ خیالات مذہبی ہون
یا غیر مذہبی سیاسی ہون یا تمدنی اخلاقی ہون یا عادی۔
یہ نہین کہا جاسکتا ہی کہ یہ تغیر و تبدل مفید ہوتا ہی
جس طرح سے کلیتہً یہ نہین کہہ سکتے کہ اس خیالی اضطراب سے
ضرر ہوتا ہی لیکن قدیم ہمخیالون سے ضرور گونہ مخالفت
ہو جاتی ہی یہی باعث ہی کہ وہ اہل مذہب جنھین حکمت سے
ذوق نہین ہی حکماۓ ملت کے خیالات کو اچھے عقیدہ سے

نہین دیکھتے ہین بلکہ اونکو مذہب کا مخالف جانتے ہین
اگرچہ اونکے پاکیزہ خیالات مذہب مین ایسی روح
پھونکتے ہین جس سے ایک طور کی حیات حقیقی حاصل ہوتی ہے۔
اس مین بھی کوئی شک نہین ہی کہ بعضے ایسے ہونگے جنکو
حکمت اور فلسفہ نے مذہب سے گمراہ کردیا واضلہ اللہ علی علم۔
مین ان دو مختلف حالت کے اشخاص کو دیکھکر اچھی طرح
سمجھ گیا کہ لا مذہبی کچھ حکمت اور فلسفہ کا خاصہ لازمہ نہین ہی
بلکہ کوئی اور بھی امر اسکے ساتھ ممزوج ہوتا ہی جو مذہبی
پختگی کو متزلزل کردیتا ہی اوسیکو لا مذہبی کا باعث سمجھنا چاہیے
مجھے جہانتک اس باعث کے دریافت کرنیکا موقع ملا یہی معلوم ہوا کہ وہ اصلی فطرت ہر شخص
کی ہی اگر اوسکا قلب نور ایمانی سے منور ہوچکا ہی تو اوسکو
حکمت سے گزند نہین پہونچتا اور جو وہ بہرے سے اندھا ہی
تو اوسکو ظلمت فلسفہ کی اور بھی تاریک کردیتی ہے
من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ

جو حالت سابقہ مین کور رہوتا ہی وہ آخر مین بھی ویسا ہی
کور رہیگا - یہ تو میری رائے عام طور پر حکمت سے مذہبی
آزادی پیدا ہونے مین ہی - مگر خاص کر کے ہندوستان مین
آزاد گروہ پیدا ہونے کے سبب کو مین محض اسی مین منحصر
نہین سمجھتا بلکہ اوسکے ساتھ ایک امر خفی کو (جسکا بیان کرنا
خالی از دلچسپی نہوگا) خیال کرتا ہون کیونکہ اس آزاد گروہ مین
فی صدی پانچ آدمی بھی حکمت سے ذوق نہین رکھتے ہین -
منشاء اوّلی اور سبب اصلی ہندوستان مین مذہبی آزادی کا
مقدس گروہ علماء کا ہی جس سے لاکھون اور ہزارون نفوس
راہ راست پر آگئے اور اونکے ہدایت وارشاد سے ایک عالم
بہرہ ور ہوا اسی گروہ کے سبب سے ایک جماعت اہل اسلام مین سے
گمراہ اور دین سے بے بہرہ ہوگئی یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا
سنہ ۱۲۷۴ کے غدر کے بعد اوسوقت کے علمائے دین و پیشوایان
مسلمین ایک ایسے سیاسی فکر مین پڑ گئے جسکا لازمہ ہی کہ
فاتح اور مفتوح کے درمیان اتحاد وارتباط نہ پیدا ہونے پاوے

بلکہ مصالح کے لحاظ سے جہانتک تنافر وتباعد ہو وہانتک فائدہ متصور ہی اسوجہ سے حضرات علماء نے قوم فاتح کی ساتھ مجالست ومکالمتہ ماکلہ ومشاربہ ووضع وقطع کا اتحاد اِن سب امور مین تحرز کا حکم دیدیا اور اسقدر مبالغہ کیا کہ ادنیٰ مشابہت کو کفر وزندقہ کہنے لگے یورپ کے علوم وفنون حکمت جدیدہ کے کتب کی تحصیل گناہ کبیرہ ٹھیری اسکولون اور درسگاہون مین داخل ہونا دین سے باہر ہو جانا قرار دیا زمانہ نے علماء کی مساعدت نہ کی بلکہ اونکی روش مخالف کے باعث اونکو ایسے مصائب ونکبات پیش آئے کہ اونکو مضمحل وپریشان کر دیا اور اونکی ہمتین اگرچہ ٹوٹی نہ تھین تاہم سُست ہوگئین طرہ برین بہت سے افراد اہل علم کو موت نے عالم سے نیست ونابود کر دیا اس حال کو دیکھکر ایک گروہ نے سمجھدار اشخاص کے اپنے دل مین فیصلہ کر لیا کہ یہ مصیبت زدہ لوگ کبھی ترقی نہین کر سکتے اور یہ جو طریقہ اختیار کیے ہوے ہین انکو ہلاک کریگا اس خیال کے راسخ ہونے کے بعد اِن اشخاص

قلیلہ نے اِس گروہ مقدس کثیر الاتباع کے مخالفت پر کمر باندھ لی اور بالکل جدا ہو گئے انھون نے علماء کے برعکس قوم فاتح سے میل جول پیدا کیا نشست وبرخاست اکل وشرب رہایش و پوشاک سب مین قوم فاتح کی اطاعت قبول کی اور علماء کی تقلید چھوڑ دی۔

یہ اشخاص اگرچہ بالقصد تارک دین نہون مگر بعض مواقع کے وجہ سے اونکو اپنے دین عزیز سے دست بردار ہونا پڑا اسوجہ سے کہ علما ہی حامل دین اور اسلام کے پشت وپناہ تھے اونکی مخالفت ایسی ویسی نہ تھی بلکہ اوسکا دینی مخالفت کی طرف رجحان ہو گیا۔

اِس مقدس گروہ کا اگرچہ بوجہ تغیرات عالم اگلا سا اقتدار باقی نہین رہا تھا تاہم انکا اثر ملک مین ایسا تھا کہ انکی مخالفت آسانی سے سرسبز نہین ہو سکتے تھے اور علما کے پاس بجز ایک ہتھیار فتوی کفر کے اور کچھ باقی نہ تھا علماء ان اشخاص پر اوسی حربہ سے حملہ کر بیٹھے اور ہر طرف سے ان اشخاص پر یورش ہو گئی ہے

افسوس ہی کہ اوسوقت نہ تو پاکیزہ گروہ علماء کا اپنے خیالات ظاہر کرسکتا تھا نہ یہ خارجی جماعت اپنی ما فی الضمیر کو بآسانی سمجھا سکتی تھی ہر شخص اپنے دل ہی دل میں اپنے کو حق پر سمجھکر فریق ثانی کو دشمن قوم وملت جانتا رہا اور مخالفت روزنہ بروز ترقی کرتی گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر جانب تھوڑا تعصب بھی آگیا نہ علما اون اشخاص کے خیالات اصلیہ پر نظر انصاف سے غور کرتے تھے اور نہ کنہ تک علماء کے سیاست کے یہ اشخاص پہونچنے کی کوشش کرتے تھے بلکہ جو بات اون اشخاص کے علماء نے سُنی کفر و الحاد کا حکم دیدیا اور جس طریقہ کو حضرات علماء کے اُنھوں نے دیکھا لا یعقلی ناسمجھی ناعاقبت اندیشی پر محمول کردیا اور طرح طرح کے فضیحت کن الفاظ سے زبان و قلم کو نجس کیا۔

اوسوقت علماء کو چاہیے تھا کہ طبیب مشفق کے مانند ان مرضائے جدید کا علاج کرتے نہ کہ دشمن و عدو کے طور پر انسے پیش آئے یہی منشاء ہی ان اشخاص کے دین سے منحرف ہونے کا۔

یہ جدید گروہ ایسا باوقعت نہ تھا جسکا کلام علماء کے مقابل سنا جاتا مگر اوسیوقت جب علماء کے اقوال کے رد میں قران و احادیث سے کیے جاتے اسوجہ سے ناچار اسکو اچھے خیالات کے اظہار اور علماء کے اقوال کی تردید مین قرآن و حدیث سے کام لینا پڑا ظاہر ہی کہ لکل فن رجال یہ بیچارے دنیا کے لوگ انکو دین کی باریکیونکی کیا خبر تھی اپنے دعاوی باطلہ وارائے زائغہ کے ثبوت مین قرآن و حدیث کی تاویل ایسی ایسی رکیک کرنے لگے کہ علما تو علما عوام کو بھی انکے ان حرکات سے بیدینی کا تیقن ہو گیا اور یہ اپنے خیالات کے ثبوت مین ایسے سرگرم رہے کہ انکو اس بات کا کچھ خیال نہ آیا کہ اس مخالفت مین یہ دین دنیا کہین کے نہین رہتے ہین اس جد و کد مین ایسے ایسے جدید عقائد و احکام انکی زبان و قلم سے ظاہر ہوے جنھون نے انکو ایک خاص فرقہ کر دیا اور بڑے گروہ سے اہل سنت کے یہ خارج ہو گئے۔

علماء نے انسے بھی اوسی طرح پر تعرض کیا جس طرح قوم فلاسفہ سے

اور دوسرے اقوام سے انکے نزدیک کرنا لازم تھا اور علما
کے جو متبع تھے وہ بھی اونسے برگشتہ ہوگئے۔
ایک زمانہ تک تو یہ گروہ اپنی قلت کی وجہ سے خمول
وخمود مین رہا پھر اسکو بوجہ مساعدت زمانہ اور امداد
گورنمنٹ ترقی ہونے لگی اور ایسے ایسے ذرایع قدرتی
طور پر اس گروہ کے موافق حاصل ہونے لگے جس سے اسکو
روز افزون فروغ ہوتا رہا اور اسکے حریف مخالف مضمحل
و پژمردہ ہونے لگے۔
عوام کو بھی دیکھا دیکھی جب دنیاوی ترقی کیطرف توجہ
ہوئی اور اونکو یقین ہوگیا کہ اوسکے اسباب اسی جدید
گروہ کو معلوم ہین او نکے جانب میلان ہونے لگا اور انھین
کی زیر نگرانی اپنی اولاد کی دنیاوی تعلیم کردی قاعدہ ہی
کہ معلمین کا اثر بہت پڑتا ہی یہ گروہ جو دین کو خیرباد کہہ چکا تھا
اوسکے زیر نگرانی جو لوگ تھے اوسمین بھی اونکا اثر ہونے لگا
اور اونمین بھی مذہبی خیالات کو سستی ہوگئی۔

بعضے ایسے بھی تھے جنکو پہلے ہی سے مذہب کوئی وہتم دو بالشان نہین معلوم ہوتا تھا اون مین اس تربیت نی بہت جلد اثر کیا بلکہ اول اول جو اس جدید گروہ کی طرف مائل ہوئے وہ وہی اشخاص تھے جنہین مذہبی جوش کم ہو گیا تھا کیونکہ مذہب کے پابند علماء کے اثر مین تھے اور وہ اس گروہ سے میل جول سے ممنوع تھے۔ اونپر ایک زمانہ دراز تک اس گروہ کا کوئی قابو نہین ہوا بلکہ اب تک نہین ہی۔

مین نے جسوقت اس سبب آزادی کو ادراک کیا تو مجھے اسکے دفع کرنے کی بھی فکر ہوئی اور مین غور کرنے لگا کہ اسوقت کون ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے مکافات ہوجاے مین نے بہت سے امور اسکے متعلق احساس کئے جنکا بیان کرنا خالی از دلبستگی نہ تھا مگر بخوف طول اسکو دوسرے محل پر اٹھا رکھا ہی میرے ذہن مین یہ امر راسخ ہی کہ ہر جگہ مذہبی آزادی و مخالفت دینی کا باعث حکمت و فلسفہ نہین ہی خواہ جدید ہو یا قدیم خاصکر کے ہندوستان مین تو بیچارہ سائنس صفت

بدنام ہی مجھے حکمت سے باوجود گروہ اہل علم مین ہونے کے
موافق اپنے خاندان کے تنفر نہین ہی اور نہ ایسی رغبت ہے
جسکی وجہ سے مین حکمت مین منہمک ہون جبن زمانہ مین
سائنس کا غلغلہ ہوا اور موافق و مخالف خیالات مین نے
سنے تو مجھے اشتیاق ہوا کہ مین بھی سائنس سے واقف
ہوکر کوئی رائے اوسکے لئے قائم کرون اسوجہ سے مین نے
ایک ذخیرہ اوسکا جمع کرلیا اور اجمالی طور پر اوسکو
موقع پاکے دیکھنا شروع کیا جسقدر اوسکا مطالعہ مجھے ہوا
اوس سے مین وثوق کے ساتھ کہ سکتا ہون کہ ہرگز وہ اوس
قدیم فلسفہ کا ایسا نہین ہی جسے مذہب سے بہت کچھ مخالفت ہے
بلکہ وہ ملکی ترقی اور صنائع و بدائع و فنون کا ایک آلہ
محترفہ ہی جسکے بدون ہندوستان مین ترقی ناممکن ہے
تاہم صورت موجودہ طرز تعلیم کی ایسی ضرور ہی کہ
اوسکا ضرر مذہب پر بہت پڑتا ہی اسواسطے کہ حکمت
قدیمہ کے معلمین بفیض صحبت اونکو حکمت کی ضرر سے محفوظ

رکھتی ہی اور فلسفہ قدیم پڑھکر بھی لوگ مذہب پر قائم
بلکہ پیشواے مذہب ہو جاتے ہین اور سائنس کے
معلومونکی آزادی اونکے متعلمین مین نفوذ کرتی ہی اور وہ
برا اثر جسے ہم معائنہ کرتے ہین - مذہبی قوت پر پڑتا ہی
اس امر کے جاننے کے بعد مین نے خیال کیا کہ اگر کوئی
صورت اس ضرر کی دفع ہونے کے پیدا ہو جائے تو
ملک اس مفید فن سے محروم نہ رہے اور اسکے پابند
مذہب رہکر فائدہ اوٹھا سکے کوئی صورت ذہن مین
نہ آئی اتفاق سے مین نے اپنے اس خیال کو اپنی مشفق
دوست منشی صبیح الدین صاحب سے بیان کیا تو اونھون نے
مجھسے فرمایا کہ آپ خود اس ضرر کو دفع کر سکتے ہین اگر ہمت
کیجیے کیونکہ آپ یا آپ کے ایسے اور اشخاص جنھون نے
سائنس کی کتابونکا مطالعہ کیا ہی اوسکی تعلیم سے دلچسپی
لیجیے اور اپنے درسگاہون مین مثل حکمت قدیمہ اسکی بھی تعلیم کیجیے
تاکہ جس طرح سے لوگ قدیم علوم سے فائدہ اوٹھاتے ہین

اور مذہب سے جدا نہین ہوتے اسی طرح سے اسمین بھی
وہ لوگ مشغول ہوجائین جب ایک معتد بہ ایسی جماعت
ہوجائیگی تو اوسوقت بہت سی فوائد کی قوی امید ہی۔
مجھے پہلے تو اپنی قابلیت اور استعداد دیکھکر ہمت نہین
پڑتی تھی مگر بارہا کے اونکے اصرار سے یعنی خدا کا نام لیکر
اس تالیف کو اس طریقہ پر شروع کردیا کہ پہلے تھوڑے تھوڑے
مسائل سائنس کے لکھے پھر اوسکا خلاصہ اور تعداد ان
امور کے جو سائنس سے معلوم ہوئے ہین پھر ہر امر کو
جو موافق مذہب ہی لکھکر اوسکی تائید کی ہی اور جو بظاہر
مخالف ہی اوسکی توجیہ و تفصیل کردی ہی۔
اور مین نے اس سلسلۂ تصنیف کو چار سلسلونپر
تقسیم کیا ہی۔
سلسلۂ اول جسمین ابتدائی تعلیم سائنس کی ہی غالبا
انٹرنس تک مدارس مین ہوتی ہی۔
سلسلۂ دوم جسمین متوسط تعلیم ہی جو اندازاً ایف اے کی

ختم ہوتی ہی۔
سلسلۂ سوم انتہاے تعلیم۔
سلسلۂ چہارم جو تحقیقات فلاسفہ حال کرتی رہتی ہین۔
یون تو مجھسے اُردو عبارت پاکیزہ لکھی ہی نہین جاتی ہی
پھر عمداً اس تصنیف مین ایسا طرز اختیار کیا ہے جو
موافق اسلوب فلسفہ کے ہی اسوجہ سے میری تحریر
کبھی بہت صاف اور کسی جگہ مجمل کہین طویل کہین مختصر
و پیچیدہ ہوگئی ہی۔ جہان اختصار کیا ہی تو اوس مین
یہ غرض ہی کہ نوعمر طلبہ کو اس بحث مین ڈالنا مناسب
نہین ہی کہین صاف و مفصل لکھا ہی اسوجہ سے کہ
دشوار مباحث اونکے ذہن نشین ہوجائین اجمال
بھی اگر ایک سلسلہ مین ہی تو دوسرے مین اوسکے
موقع پر اوسکی تفصیل ہی تاکہ تدریجاً مباحث مین
اضافہ ہوتا جاے اور فن کا حاصل کرنا مبتدیونپر آسان ہو
میری غرض اس تصنیف سے اظہار قابلیت نہین ہی

بلکہ قوم کی خدمت ہی اسوجہ سے مین بلاتعصب وتمرد
گزارش کرتا ہون کہ مرقومۂ بالا امور کا لحاظ کرکے
جو حضرات میرے اغلاط سے مطلع فرمائین گے
اونکا مین دل سے شکر گزار ہونگا اور اونکے ارشادات
کو نہایت انصاف سے دیکھونگا اور اوس سے فائدہ
اوٹھاؤنگا میری تمنا ہی کہ میری قوم مفید علوم سے
ہمیشہ مستفید ہوتے رہے اور اوسکے پاس معلومات کا
ایک ایسا ذخیرہ جمع ہو جائے جس سے وہ اپنے
دینی و دنیوی امور مین کسی دوسری قوم کے محتاج نرہے
مین اس تالیف کے محرک اول اور سبب اصلی محبی
منشی صبیح الدین صاحب احمدپوری کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون
جنھون نے اس کار خیر کی جانب مجھے نہ صرف متوجہ
کیا ہی بلکہ آمادہ کردیا اور ایسے ہی مولوی حکیم
ہدایت الحسن صاحب ہانی اور مولوی حکیم
الطاف الرحمٰن صاحب رئیس بڑاگانوٗن اور مولوی

محمد لقا عبد السلام صاحب فرنگی محلی کا مشکور ہون
جنھون نے مختلف مواقع مین مختلف طرق سے میری
مدد کی جزاہم اللہ خیر الجزاء۔
مین اپنی اس تصنیف کو حسب عادت مصنفین اپنے اون
احباب کی خدمت مین بطور ہدیہ کے پیش کرتا ہون جو
علوم جدیدہ کے بطرز جدید تعلیم حاصل کرتے ہین اور
اونسے صلہ مین صرف اسقدر امید ہی ایک نظر ان
خیالات منتشرہ پر اپنا عزیز وقت صرف کرکے ڈال جائین
وھذا غایۃ ماموؔلی ونھایۃ مسئولی۔

فقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۳ ہجری

یوم دوشنبہ

۷۸۶

پہلا باب

(طبیعت اور علم کے متعلق اقوال عمومی)

(۱) سائنس

حواس

ہمارے پاس چند آلات حس ہین جو ہمکو ہمارے گردوپیش کا حال اور ہماری موجودہ حالت بتلاتے ہین۔

یہ آلات بصر سمع شم ذوق اور لمس ہین۔

انھین آلات کو حواس خمسہ کہتے ہین۔

جو شخص ابتداے عمر سے انمین سے کسی ایک حواس سے محروم ہوگا وہ اون اشیا کے علم سے بے بہرہ ہوگا جنکا ادراک اوس حس سے مخصوص ہے۔

مادرزاد اندھا اون اشیا کے ادراک سے بالکل محروم ہے جنکا احساس قوت بینائی سے ہوتا ہے سُرخ وسفید سبز وغیرہ کسی رنگ کا اوسے ادراک نہین ہوتا۔

بہرا آواز کا حال نہین جانتا ہے کیونکہ یہہ کام قوت سامعہ کے ساتھہ خاص ہے۔

اگر ہمارے پاس ان موجودہ حواس خمسہ سے زیادہ حواس ہوتے تو غالبًا ہم اور بہت سی چیزونکا ادراک کرسکتے جو ان حواس سے ناممکن ہی۔

یہی موجودہ حواس اگر اور زیادہ تیز ہوتے تو اور زیادہ مفید وکارآمد ہوتے۔

اگر ہماری بینائی زیادہ قوی ہوتی تو غالبًا دور دراز ستارونکا

حال ہمکو معلوم ہو جاتا اور مچھر کے جسم کے اندرونی حالات ہم دیکھنے لگتے۔

اگر ہماری قوت سامعہ اور زیادہ تیز ہوتی تو غالباً دوسرے عالم کی آوازیں بھی ہم سن لیتے۔

اس امر کی تائید مکروفون کی ایجاد سے ہوتی ہے۔

اس آلہ سے ہم مکھی کے رینگنے کی آواز سن لیتے ہین۔

بغیر اس آلہ کے لگائے ہوے یہہ آواز ہمین نہین سنائی دیتی ہے۔

یہہ آلہ اس امر کی دلیل ہے کہ ہمارے حواس کی قوت اور تیزی زیادہ ہوسکتی ہے اور اس سے بہت سے نامعلوم امور کا ادراک ہوسکتا ہے۔

بعض پرندون کی بینائی اتنی تیز ہوتی ہے کہ وہ فضائے آسمان پر منڈلاتے ہوے سطح زمین کی چھوٹی چھوٹی چیزین دیکھ لیتے ہین۔

اسیطرح بعض حیوانات کی قوت شامہ انسان سے کہین زیادہ

قوی ہوتی ہے۔

ان سب امور سے ہمارے اس دعوے کی تائید ہوتی ہے کہ ہمارے اگر اور زیادہ حواس تیز ہوتے تو بمقدار زیادہ ادراک ادنسے ہوسکتا تھا جتنا اب ممکن نہین ہے۔

(۱) کلام

یہان سائنس سے چند باتین معلوم ہوئین۔ (۱) تمھارے پانچ حواس ہین جنسے تم ادراک کرتے ہو (۲) جو کوئی حاسہ ان حواسون سے تم کو نہ دیا جائے تو اوس سے جو کچھ تم جان سکتے تھے نہ جانوگے۔ (۳) ان قوتون کے علاوہ اور قوتین تم مین اگر ہوتین تو تم بہت سی وہ باتین جانتے جو اسوقت نہین جان سکتے (۴) جو حواس تم مین ہین اگر اونھین مین قوت موجودہ سے زائد قوت ہو تو تمھارے معلومات کو بھی ترقی ہو جائے۔

(۱) تمھارے پانچ حواس ہین جنسے تم ادراک کرتے ہو حواس خمسہ کا ہونا ایسی ظاہر بات ہے جسکا کوئی انکار نہین

کرسکتا۔ تمکو خدا نے یہ حواس دئے تاکہ تم اون مخلوقات سے ممتاز ہو جنکو ان سے محروم رکھا ہے اسیوجہ سے جا بجا قرآن میں ان حاسونکا ذکر کرکے تمپر احسان جتایا ہے کہ تم اسکو ایک نعمت سمجھو اور اسکا شکر ادا کرو۔

قرآن مین جا بجا فرمایا ہے کہ کیا اندھے (جنکو حاسہ بصر نہین دیا گیا ہے) برابر ہین بینا کی (جنکو آنکھین دیگئین) کیا مردہ بیجان (جنمین کوئی قوت ظاہری باقی نہین رہتی) مانند زندون کے ہین (جنمین سب قوتین ہین)۔

علماے اسلام نے ان حواس خمسہ کو اسباب علوم سے شمار کیا ہے انہین سے بہت سی باتین نفس ادراک کرتا ہے اور جو چیزین ان سے ادراک ہوتی ہین وہ قابل وثوق ہین اونمین خوانخواہ غلطی ہونا ضرور نہین۔ ہان کوئی سبب غلطی کا پیش آجاے تو ممکن ہے کہ کوئی غلطی ہوجاے یہی مذہب جملہ علماے اسلام کا ہے۔

بعضے اگلے حکما کہتے ہین کہ جو کچھ ان حاسون سے معلوم ہوتا ہے

اونپر اعتماد نہین ہو سکتا اور یقین نہین کر سکتے اسوجہ سے
کہ بارہا یہہ غلطی کرتے ہین تو جو بات ہمکو انکے ذریعہ سے معلوم
ہو گی ممکن ہے کہ اوسمین غلطی ہو۔ کہتے ہین کہ حواس سے
جو علم ہوا ہے یا تو جملہ اقسام کے متعلق ہے یعنی حکم کلی حاصل
ہوا ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہین کہ اس حکم کلی مین حواس کو
کیا دخل ہے کیونکہ تمام اقسام کو حس نے ادرک نہین کیا اور
اگر خاص اوسی چیز کا علم ہو جو حواس نے ادرک کی ہے
تو اوسمین غلطی کا احتمال ہے جیسا کہ اوپر گذرا۔

فرض کرو کہ تمھارے سامنے آگ رکھی ہے اوسکی گرمی تمکو
محسوس ہوئی اور تمنے کہا کہ آگ گرم ہے تو جو آگ تمھارے
سامنے ہے اوسیکا تمنے احساس کیا ہے تمام دنیا کی آگ
کو تم اسوقت کیسے حس سے ادراک کر سکتے ہو تو تمھارا تمام
آگ پر حکم کرنا کہ گرم ہے بواسطہ حس کے نہین ہوا۔ بلکہ
اور بہت سی وجہین اس حکم کرنیکا باعث ہوئین۔ اگر تمکو تھوڑی
دیر کے واسطے مان بھی لین کہ ایک ہی وقت مین تمنے دنیا بھر کی

آگ کا حس کر لیا ہے تو جو آگ باقی نہین رہی ہے یا ابھی موجود نہین ہوئی ہے اوسکو کیونکر حس کر سکتے ہو باوجودیکہ آگ کا گرم ہونا ہر قسم کی آگ کو شامل ہی چاہی موجود ہو چکی ہو یا موجود ہو سکتی ہو۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ کسی بات کا حکم کلی صرف حس کیوجہ سے نہین ہو سکتا بلکہ اور بھی باتون کی ضرورت ہی جیسے آگ کی گرمی کا حکم بارہا کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ جب آگ اس عالم مین پائی جائیگی گرم ہی ہوگی۔

اگر تم کہو کہ جو آگ ہمارے سامنے موجود ہے وہ قطعی گرم ہی تو یہ حکم خاص آگ کے لیے بواسطہ حس کے یقینی حاصل ہوا ہے۔ تو اس کہنے کو تمھارے نہین مانینگے بلکہ کہدینگے کہ حس خاص چیزون کے ادراک کرنے مین غلطی کرتا ہی ممکن ہی کہ یہان بھی غلطی ہوئی ہو اور جب غلطی کا احتمال ہو گیا تو یقین نہین حاصل ہوگا حس کبھی چھوٹی چیزونکو بڑی ادراک کرتا ہی تم اگر تھوڑی دور سے کسی جلتی ہوی لکڑی کو دیکھو تو تمھین

معلوم ہوگا کہ ایک ستون جل رہا ہے۔ کبھی یہی لکڑیسی بہت بڑی معلوم ہوتی ہی یہان تک کہ ایک بڑے مکان کے بقدر معلوم ہوتی ہے۔

کوئی تمھارے آنکھ سے چھلا لگا دے تو تمکو ایک حلقہ دیکھائی دیگا اور اوس چھلے سے کہین بڑا بلکہ مثل کڑے کے معلوم ہوگا۔

حس سے بڑی بڑی چیزین چھوٹی دیکھائی دیتی ہین

دور سے بارہا تمکو کوئی شئی حرکت کرتی ہوئی دیکھائی دیتی ہی مگر بہت چھوٹی معلوم ہوتی ہی پھر جتنا جتنا تم اوسکے قریب ہوتے جاتے ہو اوسکی درازی گولائی زیادہ محسوس ہونے لگتی ہے یہانتک کہ ببا چھوٹا سا نقطہ پورے قد کا ہاتھی درخت پہاڑ ہو جاتا ہے۔

حس سے کبھی ایک چیز دو معلوم ہوتی ہین

تم اپنی ایک آنکھ دبا کے چاند کو دیکھو تو تمھین بہت سے چاند دیکھائی دینگے۔

جو شخص دریا کے کنارے کھڑا ہو یا دریا مین سفر کر رہا ہو

ماہتاب طلوع ہونے کے وقت تو اوسے دو چاند نکلتے دکھائی دینگے۔

کبھی بہت سی چیزین ایک ہی معلوم ہوتی ہین

ایک پہر کی جسپر مختلف رنگ کے کاغذ چسپان ہون اگر سامنے گھومائی جاے تو تمکو ایک ہی رنگ کی معلوم ہوگی

کبھی جو نہین ہوتا ہے وہ محسوس ہوتا ہے

جس میدان مین ریت ہوتی ہے یا مٹی کا رنگ متغیر ہوتا ہے تو دور سے ہمین پانی معلوم ہوتا ہے اور جب قریب جاتے ہین تو سوکھی مٹی نکلتی ہے۔ میدانون مین ایسا اتفاق پیش آتا ہے کہ دور سے پانی موج زن دکھائی دیتا ہی اور جب قریب پہونچے تو بالکل سوکھی زمین ملتی ہے اسکو سراب کہتے ہین جن لوگون کو کرتب اور شعبدے آتے ہین وہ تمھین بسا دہوکے دیتے ہین۔ تمھارے سامنے ایسی چیزین پیش کرتے ہین جو حقیقت مین وہان موجود نہین ہوتی ہین مگر جو شخص اون طلسمات کو جانتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ شعبدہ

چالاکی ہے۔

تم ایک بلند مقام پر کھڑے ہوکر ایک ایک قطرہ پانی جلد جلد ٹپکاؤ۔ یا آسمان سے جو پانی برستا ہی اوسکے بوندونکو دیکھو تو تمھین وہان ایک متصل خط پانے کا معلوم ہوگا باوجودیکہ وہ قطرہ قطرہ ہوتے ہین۔

تم ایک شعلہ آگ کا لیکر یا مشعل گھومانا شروع کرو تو تمکو وہان ایک دائرہ آگ کا معلوم ہوگا۔

ایک شیشہ لیکر اوسے توڑ ڈالو پھر اون دونون ٹکڑون کو ملاکر رکھدو تو تمھین اون دونون کے درمیان ایک سفید لکیر معلوم ہوگی حالانکہ وہان کوئی چیز نہوگی۔

تمھین کبھی چلتا ہوا جسم ساکن اور ٹھیرا ہوا متحرک معلوم ہوتا ہے

تمھارا سایہ آفتاب کی وجہ سے پڑتا ہے اور آفتاب کی حرکت کے ساتھ حرکت کرتا ہے خواہ زمین کی حرکت سے ہروقت متحرک رہتا ہے مگر تمھین وہ بالکل ٹھیرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

تم ریل گاڑی پر یا جہاز پر بیٹھتے ہو تو تمکو تمھارے روبرو جو چیزین ہین چلتی معلوم ہوتی ہین حالانکہ وہ بالکل ساکن ہین اور تم جسپر سوار ہو اسکو حرکت ہی۔

زمین جسپر تم بود و باش کرتے ہو وہ متحرک ہے اور اوسکے مقابل آفتاب ساکن ہی اور تمکو خلاف اسکی معلوم ہوتا ہے۔

ہدایت یاد رکھو زمین کا حرکت نکرنا اور آفتاب کا حرکت کرنا موافق اسیکے ہی جو تمکو دکھائی دیتا ہے اسکے لیے کوئی دوسری دلیل کی ضرورت نہین ہی مگر جو لوگ اسکے خلاف کہتے ہین اونکو دلائل پیش کرنے کی احتیاج ہی انکو صرف دیکھ لینا اس بات کا کہ حرکت شمس کو ہے اور زمین ساکن ہی انکے مقصود کے لیے کافی نہین ہے کیونکہ ہر جگہ ایسا نہین ہوتا ہے کہ جو چیز ٹھہری دکھائی دے وہ حقیقت مین چلتی ہو یا جو چلتی معلوم ہو وہ حقیقت مین ساکن ہو بلکہ حس خلاف واقعہ اسیوقت ادراک کرتا ہی کہ جب اوسمین کوئی غلطی کا سبب پیش آجاے تفصیل سے یہہ بحث آگے آگی

موقع سے بیان ہو گی۔

کبھی کوئی چیز جس طرف حرکت کر رہی ہی اوسکے خلاف متحرک معلوم ہوتی ہی

جسوقت آسمان پر ابر ہو اور چاند اس ابر کے قریب آجائے تو تمھین معلوم ہو گا کہ چاند مشرق سے مغرب کی جانب جا رہا ہے اگر ابر کی حرکت مشرق سے مغرب کی طرف ہو اسی طرح سے مغرب سے مشرق کی جانب چلتا دکھائی دیتا ہے اگر ابر کی حرکت ایسی ہی ہو گو چاند واقعی اوس طرح کی حرکت نہین کرتا ہے۔

کبھی سیدھی چیز جھکی اور جھکی چیز سیدھی دکھائی دیتی ہی

دریا کے کنارے جو درخت لگے ہوئے ہون اور حقیقت مین وہ سیدھے ہون مگر تمکو جھکے ہوئے معلوم ہوتے ہین۔

کبھی لمبی چیز گول اور گول لمبی دکھائی دیتی ہی

تمھارے سامنے کسی دیوار یا کنبہ پر ایک آئینہ پتلا لگا دیا جائے تو تم جسوقت اسمین اپنا منھ دیکھو گے تمھین تمھارا چہرہ بہت لمبا اور پتلا معلوم ہو گا اگرچہ تمھارا چہرہ گول ہو۔

اسی آئینہ کے چپٹ کو اپنے چہرہ کے عوض مین کر دو تو تمکو تمہارا
چہرہ بہت پھیلا ہوا دکھائی دیگا اسی طرح سے بہت مثالین
ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ حس اپنے ادراک کرنے مین غلطی
کرتا ہے تو جو چیز حس ادراک کریگا اسمین یقین نہین حاصل ہوگا
بلکہ احتمال رہیگا کہ حس نے غلطی نکی ہو۔

جواب اسکا یہہ ہے۔ کہ ہم اس امر کا دعوے نہین کرتے
ہین کہ حس کبھی غلطی ہی نہین کرتا ہے جو تمہاری پیش کردہ
صورتون سے ہمارا قول باطل ہو جاے دعویٰ ہمارا تو یہہ ہے
کہ جو چیزین ان سے ادراک ہوتی ہین وہ قابل وثوق ہین
ان مین خوانخواہ غلطی ہونا ضرور نہین ہان کوئی سبب غلطی کا
پیش آجائے تو ممکن ہے کہ کوئی غلطی ہو جاے (دیکھو صفحہ ٢١)
کیا تمکو شک ہے کہ آفتاب روشن ہے اور دوسرونکو بھی روشن
کرتا ہے۔ کیا آگ گرم نہین ہے۔ کیا برف ٹھنڈی نہین
ہے تمکو یہہ سب باتین کیونکر معلوم ہوئین اگر حس کے ادراک
کرنے سے تمکو یقین نہین حاصل ہوتا ہے تو تم کیون ان باتونکا

جزم رکھتے ہو حالانکہ یہ باتین سوا ے حس کے کسی اور طرح سے تمنے اوراک نہین کی ہین اور جو صورتین حس کی غلطی کی پیش کی گئی ہین ان سب مین سبب غلطی کرنے کا موجود ہی اوسکی وجہ سے غلطی ہوئی ہی ان سببون کے بیان کرنے مین طول ہو جاے گا۔

ہدایت ہمارے بیان سے تمکو معلوم ہوا ہی کہ بعض لوگ شعبدہ باز عجائب چیزین دکھاتے ہین حالانکہ واقع مین محض کرشمہ ہوتا ہی اور کچھ نہین ہوتا ہے (دیکھو صفحہ ۲۰) کہین اس بیان سے تمھین یہ شبہہ نہو کہ جو تمنے اپنے اگلون سے سنا ہے کہ انبیا اور اولیاے عجائبات جنھین معجزہ اور کرامت کہتے ہین ظاہر ہوے وہ بھی شعبدون کے ایسے ہون۔ (تحقیق معجزہ اور کرامت کی آگے بیان ہوگی) کیونکہ نبی یا ولی کے خلاف عادت دکھانے مین اور شعبدہ بازون کی عجیب وغریب باتین ظاہر کرنے مین بہت بڑا فرق ہو تمھارے روبرو سرکس کرنیوالے نٹ قلندر فقیر کھیل

تماشہ کرنے والے بہت سے عجیب باتین دکھاتے ہین کبھی زندہ کو مردہ کردیتے ہین کبھی مُردہ کی کھوپڑی سے باتین کرتے ہین کوئی شخص اپنے چھری یا گرز مار لیتا ہی کہین فوراً درخت اُگتے ہین اُسیوقت پھل نکل آتے ہین کہین یہ تو نکا تماشہ دکھایا جاتا ہی تمام گھڑیون کی وقت بدلجاتے ہین سب کو ایک ہی وقت دکھائی دیتا ہے اور بالکل غلط تم ان سب باتون کو عجیب سمجھتے ہوگے مگر جو لوگ ان کرتبون کو جانتے ہین انکے سامنے یہ سب کھیل ہی۔

تم خود تجربہ کرلو اس طور پر کہ ایک پھلی کیلے کی لو اور اسمین سوئے سے چھید کرو بلکہ سوئے دوسری طرف چھلکے تک ڈبودو اور اُس سوئے کو پھراؤ تو وہ کیلا کٹ جائے گا پھر سوئے کو نکال لو پوست اوپر سے بالکل درست معلوم ہوگی اس طرح پر جتنی قاشین چاہو کاٹ لو پھر اپنے دوستون سے کہو کہ ہم بغیر چھیلے اس کیلے کو کاٹ دینگے اور اتنے ٹکڑے (جس قدر تمنے بنائے ہین) کردینگے تو جو ساتھی تمھارے

اس کرتب کو نہین جانتے ہین وہ تعجب کرینگے اور جو جانتے ہین
وہ کچھہ بھی عجب نکرین گے اور انکے لیے یہہ بات معمولی ہوگی ۔
جس زمانہ مین حضرت موسیٰ نبی کیے گئے انکی قوم مین جادو
اور شعبدونکا بہت چرچا تھا جسقدر انسان جان سکتا ہے
اوسقدر انمین جاننے والے موجود تھے ۔

حضرت موسیٰ نے معجزے ایسے دکھاے جو مناسب جادو
اور کرتب کے تھے اگر کوئی شخص انمین شبہہ کرتا تو یہی کہتا کہ
جادو ہے اسیوجہ سے فرعون نے جادوگرون کو ان کے
مقابلہ کے لیے طلب کیا ۔

جادوگر بڑے ماہر فن سحر کے تھے لاکھو لاکھو کوششین کین
مگر حضرت موسیٰ سے سر بر نہوسے ناچار اپنی عاجزی ظاہر
کردی اور سمجھہ گئے کہ یہ جو کچھہ عجائبات دکھاتے ہین وہ جادو
کے زور سے نہین بلکہ کوئی اور قوت باطنی انکی مددگار ہے ۔
اگر یہہ لوگ جادو نجانتے ہوتے اور حضرت موسیٰ کسی اور طرحکا
معجزہ دکھاتے تو یہہ لوگ کہہ سکتے تھے کہ یہہ کیا بڑی بات ہے

تم جادوگر ہو یا تم جو صنعت جانتے ہو وہ ہم نہین جانتے ہین جو تمھارا
ایسا واقف کار ہوگا وہ بھی ایسا ہی کرلیگا اور اپنی عاجزی سمجھتے
عرب ہمیشہ سے فصیح اور بلیغ ہوتے تھے اور فصاحت و بلاغت
کو مایۂ فخر جانتے تھے اور اپنی عمر اسکی تحصیل مین صرف کرتے تھے
یہانتک کہ اُنھون نے اسدرجہ کمال حاصل کرلیا تھا کہ دوسرونکو
عجم کہتے تھے اور عجم گونگے کو کہتے ہین تو اپنے نزدیک وہ کسی کو
سخنور سمجھتے ہی نہ تھے اور جو فصیح نہ تھا اسکو متکلم ہی نہین سمجھتے تھے
یا مثل جانورونکے اوازون کے دوسرونکی بول چال انکے نزدیک
تھے اسوجہ سے عجم کہتے تھے کیونکہ عجم گائے بیل وغیرہ جانورونکو
کہتے ہین -

حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ قرآن کا دیا گیا اور
اونسے (عرب سے) مقابلہ کیا گیا وہ قرآنکی فصاحت و بلاغت
کے مقابلہ سے عاجز رہگئے سمجھے کہ ان کو کوئی قوت باطن سے
ہے جسکو فصاحت کے علم جاننے سے کوئی تعلق نہین کیونکہ
انتہائے قوت فصاحت جو علم سے حاصل ہوسکتی ہے اسمین

ہم کمال کو پہونچ گئے ہین پھر بھی انکا مقابلہ نہین کرسکتے اگر وہ لوگ فصاحت کے مرتبہ کمال تک نہ پہونچے ہوتے تو کہہ سکتے تھے کہ جنہو اپنی عمر فصاحت اور بلاغت کے حاصل کرنے مین صرف کی ہے وہ تمھارا مقابلہ کرسکتا ہے۔

ہماری تقریر سے تمھین شعبدہ اور معجزہ مین فرق معلوم ہوگیا ہوگا کہ شعبدہ وہ ہے جسکو ناواقف عجیب بات سمجھے اور واقف کار کچھ عجب نکرے اور معجزہ وہ ہے کہ جسکو صنعت کے جاننے والے بھی دیکھکر تعجب کرین اور عاجز رہجائین ہم معجزہ کی تحقیق اور اسکا ثبوت دلائل عقلیہ سے آگے کسیجگہ کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ

(۲) جو حواس تمکو دیے گئے ہین انمین سے جو تمکو ندیا جائے اس سے جو تم جانتے تھے نہ جانسکوگے

تمکو دیکھنا چاہیئے کہ تم ان حاسون سے کیا کیا چیزین جانتے ہو تمھارے پانچ حواس ہین اور ان پانچون سے جو جو چیزین تمکو معلوم ہوتی ہین وہ علحدہ علحدہ اقسام کی ہین جس قسم کی چیز ایک حاسہ سے ادراک کرتے ہو اسی قسم کی چیز دوسرے حاسہ سے

ادراک نہین کرتے ہو

حاسۂ بصر - (دیکھنے کی قوت) سے روشنی اور رنگ ہر قسم کے ادراک کیے جاتے ہین۔

حاسۂ سمع (سننے کی قوت) سے ہر قسم کے آواز حروف تمکو ادراک ہوتے ہین۔

حاسۂ شم - (سونگھنے کی قوت) سے تم خوشبودار اور بدبو کا احساس کرتے ہو۔

حاسۂ ذوق - (چکھنے کی قوت) سے تم پھینکا۔ میٹھا کھٹا تیز۔ اسیطرح ہر مزے کو جانتے ہو۔

حاسۂ لمس - (چھونیکی قوت) سے گرم سرد - ہلکا بھاری وغیرہ دریافت کرتے ہین - عموماً یہ بات دیکھنے مین آئی ہے اور جہانتک تجربہ ہمکو اپنی قوتون سے ہے ہمکو معلوم ہوا ہے کہ ہم ایک قوت سے دوسری قوت کا کام نہین کرتے ہین۔ تم آنکھ سے بو نہین سونگھتے ہو - کان سے مزہ نہین چکھتے ہو ناک سے دیکھتے نہین ہو - منھ سے سنتے نہین ہو یہان پر

علماے اسلام مین اختلاف ہوگیا ہے ایک فریق کہتا ہے کہ ایک قوت سے دوسری قوت کا کام نہ ہم لیتے ہین نہ لے سکتے ہین۔

دوسرا فریق کہتا ہے گو ہم ایک قوت سے دوسری قوت کا کام نہین لیتے ہین ہوسکتا ہے کہ فطرۃً ایسے قوت ہاتھ مین ہو کہ جس سے مزہ بھی ہر شے کا معلوم ہوجاے۔

ہمکو جب تک معلومات کی وسعت نہین ہوئی تھی فریق اول کا قول اختیار کیا تھا مگر جب تجربہ ہوا تو فریق ثانی کی راے درست اور موافق واقع کے پائی گئی۔

ہمنے اپنی آنکھ سے بعض اندھون کو دیکھا کہ وہ صرف گھڑی پر ہاتھ پھیر کے وقت صحیح بتا دیتے تھے اور سوئیونکو ہاتھ سے نہین چھوتے تھے بلکہ شیشہ حائل تھا جب تک یہ بات مینے اپنی آنکھ سے نہین دیکھ لی کسی شخص کے بیان کرنے پر اعتماد نہین ہوتا تھا۔

مینے نہین دیکھا ہے مگر اکثر معتبر دیکھنے والون نے بیان کیا ہے کہ بعضے اندھے کپڑا ہاتھ سے ملکر رنگ بتا دیتے تھے

مگر ایسی صورتین بہت نادر ہین اسوجہ سے بغیر دیکھے یقین نہین
ہوتا۔ اتنا سمجھ مین آتا ہے کہ جسطرح پر قانون قدرت سے
ایسے اسباب مہیّا ہو گئے جنسے ہماری آنکھ مین بینائی کی
قوت اگئی ہے اسطرح سے ممکن ہے کہ اسی قانون قدرت کا
مقرر کرنے والا ایسی قوت ہاتھ مین دیدے جس سے رنگ کی
شناخت ہو سکے۔ اور جبکہ ایسا وقوع مین آچکا ہے تو اسکو
محال کہنا صحیح نہین ہے بلکہ تعصب اور ہٹ سمجھی جائے گی
(۳) اگر تمکو ان حاسونکے علاوہ اور قوتین دیجاتین
تو تم بہت سی وہ باتین جانتے جنکا علم تمکو اسوقت نہین ہے
علمائے اسلام کہتے ہین کہ عقلاً ناممکن نہین ہے کہ انسان کو
ان پانچون حواسون کے سوا اور بھی قوتین دیجائین اور
انسے وہ شعور ایسی باتون کا کرے جنکی حساس سے اسوقت
قاصر ہے تو یہ مسئلہ سائنس کا انکے قول کی تائید کرتا ہے۔
اسمین کوئی شک نہین کہ نفس بواسطہ ان حواسون کے تمام
چیزونکا ادراک کرتا ہے اور وہ چیزین جنکو نفس سے ادراک

کیا ہے اکثر وہی ہوتے ہین جنکو ان حواس خمسہ سے تعلق ہو گیا ہو
اور جب تک وہ حواس کے سامنے نہون ان ادراک نہین ہو سکتا اسیوجہ
سے انسان ان چیزونکا ادراک نہین کرتا ہے جو اس سے غائب
ہون اور اگر کوئی قوت اسکو ایسی دیدیجاے جس سے وہ
غائب چیزونکا ادراک کر سکے تو پھر اسکے معلومات انھین
محسوسات کے اندر منحصر نہون گے اسیوجہ سے قرآن مین آیا
کہ اگر تم غیب کی باتین جانتے ہوتے تو تمہارے لیے بہت اچھا ہوتا
اس جگہ بیان سے سائنس کے ہمین معلوم ہوا کہ جتنی چیزین ہم جانتے
ہین اور انکو ادراک کرتے ہین انھین مین جملہ عالم منحصر نہین ہے
بلکہ اور بھی بہت سے موجودات ہین جنکو اسوجہ سے ہم ادراک
نہین کر سکتے ہین کہ انکے ادراک کرنیکا آلہ ہمکو نہین دیا گیا ہی
اگر ہمکو قوت ہوتی تو انکو بھی جانتے ۔

ہمارے زمانہ کے آزاد خیال احباب کو اس قاعدہ کا بہت خیال
رکھنا چاہیے کیونکہ وہ اپنی عدم علم کی وجہ سے شئے کے وجود کا
انکار کرتے ہین اور بہت سی غلط فہمیان پیش آتی ہین ۔

تمھارے سامنے اسوقت ایک گروہ ہی جو اکثر چیزون کے
وجود کا قائل ہی اور دعوی کرتا ہی کہ اس نے ان چیزون کو
کسی قوت باطنی سے (جو علاوہ حواس خمسہ کے ہی) ادراک
کیا ہے انکے کہنے کو بلا وجہ نہ ماننا عقلمند کا کام نہین۔
مسلمانون کے نبی نے (جنکو فطرت سے ایک ایسی قوت
دیگئی تھی جو ہم مین نہین ہی اسکو ملکۂ نبوت کہتے ہین)۔
اونکو خبر دی کہ بعضے موجودات ایسے ہین جو نہایت لطیف
جسم کے ہین جیسے رُوح (جو تمھارے جسم مین ہے اور تم
اُسکو پورے طور سے نہین جانتے ہو) وہ بھی مثل انسان
کے سمجھ رکھتے ہین اور خدا کے احکام کے مکلف کیے گئے ہین
بعضے عبادت کے لیے بنائے گئے ہین بعضے قانون قدرت
کے جاری کرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہین (جنکو جن اور فرشتے
کہتے ہین) تم کیونکر اِنکے وجود سے انکار کر سکتے ہو کیونکہ
صرف تمھارا انجاننا کوئی دلیل اِنکے نہونیکی
نہین ہے۔

(۴۴) ہمارے حواس موجودہ مین اگر قوت موجودہ سے
زائد قوت ہوتی تو اُسوقت بھی ہمارے معلومات کو باعتبار
اسوقت کے بہت کچھ ترقی ہوتی۔

اس بیان مین سائنس کے کسی نہج کا نقصان نہین ہے کیونکہ
ہم دیکھتے ہین کہ بہتیرے لوگ دو سو قدم تک دیکھتے ہین بعضی
بیس قدم کی چیز بھی بمشکل دیکھ سکتے ہین بعضے تین چار سو
قدم تک بخوبی دیکھ لیتے ہین اور اگر کوئی آلہ اس قسم کا استعمال
کیا جائے کہ جس سے حواس موجودہ کی قوت کو تقویت ہو تو
ضعیف القوت زائد ادراک کرنے لگتا ہے۔

جو لوگ کہ عینک لگاتے ہین اور آنکھون مین اونکے کمزوری
ہے بدون عینک کے اتنی دور اور اتنا صاف نہین دیکھسکتے
ہین جتنا عینک لگا کر دیکھتے ہین۔

دوربین لگانے سے مسافت بعیدہ کا جہاز دکھائی دیتا ہے
تارون کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔

تمھارے سامنے اگر کوئی تمسے بیرا اور دور تک دیکھنے والا آکے

اور کہے کہ دیکھو دور سے کوئی چیز آتی ہوئی دکھائی دیتی ہے
اور تمکو معلوم نہین ہوتی مگر اتنا جانتے ہو کہ دیکھنے والا تمھاری
قوت سے زائد قدرت رکھتا ہے تو تمکو اوسکے کہنے کا انکار
کرنا نہین زیبا ہے۔

کوئی پروفیسر کہے کہ ہمنے رصدخانون سے دوربین لگا کر دیکھا ہے
کہ سورج مین دھبہ پڑ گیا اور چاند مین شگاف پڑ گیا تم اگر اس
کہنے کو اوسکے بلا وجہ جھٹلاؤ گے تو تمھین متعصب کہلاؤ گے
کسی نے دور سے چاند دیکھا اور تمکو دکھانیکی کوشش کی
مگر تمھاری آنکھ اتنی طاقت نہین رکھتی ہے کہ اوسے دیکھے
تم نہ دیکھ سکے تو تم کیسے چاند دیکھنے والے کو جھوٹا کہو گے
یہ تو تمھارا قصور ہے۔

یہ بیان بہت صحیح ہے کہ اگر تمھارے حواس مین قوت زائد ہو
تو تم دوسرے عالم کے احوال سے بھی واقف ہو سکتے ہو یہ امر
ایسا ظاہر ہے کہ ذرا سے غور و خوض سے تمکو شبہہ باقی نہ رہے گا
بعضے شخص ایسے ہین جو شب کو چاند نہین دیکھ سکتے اگر اونکی آنکھین

اپنی معمولی قوت پر ہوتین تو ضرور مثل ہمارے وہ بھی چاند دیکھنے
مین عاجز نہوتے۔

کوئی رات کو تارے دیکھنے کی تمنا کرتا ہے نہین دکھائی دیتے
ہین کسی کو دن ہین۔ دکھائی دیتے ہین۔ تمکو تعجب ہوتا ہے
جب سنتے ہو تمھارے سامنے جتنے تارے ہین وہ مثل تمھاری
زمین کے گول اور کروی ہین اور اونمین بھی اسی طرح دنیا ہے
مگر جو لوگ دوربینون اور رصد خانون سے اپنے حاسون کو
تقویت پہونچاتے ہین وہ دیکھتے ہین اونکے پیش نظر چاند کے
کھلے میدان اور صحرا اور دریا ہین تم کو مجذوب کی بڑ معلوم
ہوتی ہے اونکو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اونکے سامنے کہ جو نہایت
روشن آفتاب ہے وہی تمام دنیا کو منور کر رہا ہے اور اوسی کے
جذب سے گیارہ سیارہ گرد اوسکے گھوم رہے ہین جنمین سے
ایک ہماری زمین بھی ہے۔

وہ جانتے ہین کہ ان سیارونکو کثیر التعداد چاند ہین ایک
اون مین سے ہمارا آفتاب ہے جنکی تفصیل تمکو آگے علم ہئیت

مین معلوم ہو جاوے گی۔

مگر دیکھو جسطرح تم عاجز ہو ان باتونکے ادراک کرنے مین ویسے ہی وہ بھی عاجز ہین۔ اپنی قوت سے زائد معلومات حاصل کرنیمین کتنی باتین ہین جنکے جاننے مین اونھین بھی ویسے ہی دشواری ہوتی ہے جیسی تم کو عالم شمسی کے نمایان دہبہ کے دیکھنے مین دقت پیش آتی ہے۔

جسطرح تمکو چاہیے کہ اونکی تحقیقات کو سنکر مان لو اوسیطرح اونکو بھی لازم ہے کہ وہ بھی اون تحقیقات کو جو اونکے حس کے مدرکہ وا قف کار سے سنکر تصدیق کرلین اپنے سے زائد قوی اور اپنے سے بڑھکر عالم کی تکذیب کرنا زیبا نہین ہے جو لوگ تمھاری زمانہ مین کوششین کر رہے ہین اور اپنے معلومات کو ترقی دیتے جاتے ہین اونکے سامنے بہت سے تارے ہین جنھین ابھی تک اونکے حس نے ادراک نہین کیا ہے وہ کہتے ہین کہ اگر ہمارے پاس اور اسباب قوی آجائین تو کیا عجب ہے کہ ہم اونکے احوال بھی جان لین۔

ممکن ہے ایک زمانہ مین ایسے لوگ بھی ہون جنھین اون عوالم شمسی کا کما حقہ علم ہو جاے جنکی ابھی تک کوئی بات ذرا سے بھی معلوم نہین ہوئی۔

ہو سکتا ہے علاوہ ان تارونکے جو ابھی تک صرف دور سے دکھائی دیتے ہین اور بھی بہت سے تارے دکھائی دین جو انکے بھی مافوق ہون۔

جسطرح اگلے حکما کے معلومات پر موجودہ حکما نے مزید اضافات کیے ہین اسیطرح پر آیندہ نسلین انھین حکما کی اور بھی ترقی کرین اور تارونکے اوپر کی اشیا ر کا بھی ادراک کرین جنمین سے آسمان بھی ہے جسکی تمکو تمھارے نبی نے خبر دی ہے۔

یاد رکھو کہ تمھارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم بہت قوی اور طاقتور تھے اونکے جتنی قوتین تھین انسانی نوعیت سے جو حاصل ہو سکتی ہین درجہ کمال پر تھین اونکے زمانہ کے قوی سے قوی لوگ اونکی طاقت کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے وہ جسوقت چلتے تھے باوجودیکہ خود تیز روی نہین کرتے تھے کوئی اونکے

ساتھ چل نہین سکتا تھا جو کوشش سے اونکے ہمراہ رہتا وہ تھک جاتا اور اکثر اونکے ساتھی کہتے تھے کہ رسول اللہ کو ہمارے ایسے چالیس مردونکی طاقت ہے وہ خود فرماتے تھے کہ مین دیکھتا ہون وہ کچھ کہ تم نہین دیکھ سکتے ہو مین سنتا ہون وہ آوازین جو تمہارے کان مین نہین آتین یہ سب عوے آپکے اوس قاعدہ کی روسے جس سے عقلاً ثبوت سمعیات کا ہوتا ہے (ہم اوسکو آگے کسی جگہ بیان کرینگے) ثابت ہوگئے ہین تو ایسی صورت مین آپکے وہ ارشادات جن سے اون چیزونکا علم ہوتا ہے جنکو معمولی قدرت والے ادراک نہین کر سکتے ہمین تسلیم کرلینا چاہیئے اور بدون ایسی قدرت حاصل کیے جو اونکے قوت سے زائد ہو یا کم سے کم برابر ہو انکار زیبا نہین البتہ اگر ہم یقینی طور سے کسی بات کو جانین جو ظاہرا اونکے ارشاد کے مخالف ہو تو اوسوقت اونکے ارشاد کا صحیح مطلب سمجھنے کی کوشش کرین۔

ہم یقینی طور سے جانتے ہین کہ جو کچھ ہمارے نبی نے ارشاد فرمایا ہے وہ بالکل مطابق واقع کی ہے ہرگز اوسکے خلاف نہین ہو سکتا

اگر یہ حکما اپنی معلومات کو وسعت دیتی چلی جائین تو بے شبہ
ایک وقت وہ آنے والا ہے جسمین یہ بھی آسمان اور جو کچھ
اوسکے اوپر ہے اوسکا ادراک کرلین گے گو ابھی اپنی کم طاقتی
کے باعث مجبور ہین ۔

تمکو اس وقت یہ سوال پیش آئے گا کہ آسمان جسکے نبی نے
خبر دی ہے یہ کیسے معلوم ہوا کہ تمام سیارون سے اونچے پر ہے
اور جب تک یہ نہ معلوم ہوگا ہمکو کہنے کا موقع ہے کہ وہ نبی کے
محض بنائی ہوئی بات تھی کیونکہ اگر کچھ بھی اصلیت ہوتی تو ہمکو
کہ کوسون کی چیزین ادراک کرلیتے ہین ضرور معلوم ہوتا
ہم کہتے ہین کہ یہ سوال ناواقفیت سے پیش آیا اگر نبی کے بیان
سے پورے طور سے واقف ہوتے تو یہ شک نہ پیش ہوتا کیونکہ
نبی نے جب تمکو آسمان کے ہونے کی خبر دی ہے تو یہ بھی بتلا دیا ہے
کہ یہ تمام تارے تمھاری اور آسمان کے درمیان معلق ہین جیسے
قندیلین چھت مین لٹکی ہوتی ہین تو اس تشبیہ سے ہمکو قطعی
طور سے معلوم ہوگیا کہ آسمان تارونکے اوپر ہے اب جسوقت تک ہمکو

آسمان کی جگہ سے اوپر کے خبر ہو جائے اوسوقت تک ہم آسمانکی وجود
کا انکار نہین کر سکتے ابھی تو بڑی سے بڑی پروفیسر کو اور فائق ترین
سائنس دانکو تمام تار ونکا علم نہین ہوا ہے آسمانکی کیسے خبر ہو گی
پھر جب تم آسمان کو نہین جان سکتے تو مافوق السما لامحالہ ورا
تمھارے علم کے ہوگا اور تم اوسکو نہین جان سکوگے تمھارے
نہ جاننے سے یہ نہین ہو سکتا ہے کہ واقع مین رہانکے
موجودہ اشیا معدوم ہو جاوین تمکو تو زحل کے چاند تک
نہین معلوم چاہیئے کہ وہ موجود نہین اسکو کون عاقل
تسلیم کریگا۔

ہماری اس تقریر سے تم جان گئے ہو گے کہ فرشتہ اور جنت
اور دوزخ اور لوح اور قلم کرسی و عرش جتنی چیزین آسمانونکے
اوپر ہین اور اونکو انبیا نے (جو ہم سے زائد علم رکھتے ہین)
ہم سے بیان کر دیا ہے اونکا انکار کرنا کسیطرح زیبا نہین ہے
بلکہ یہ ایک طرح کا تعصب سمجھا جائیگا جسکو کوئی فہمیدہ
سمجھدار پسند نہ کریگا۔

ہم بہت وثوق اور تیقن کے ساتھ تم سے کہتے ہین اور ہمکو
کامل درجہ پر یقین ہے کہ جسوقت تم کل تارونکا ادراک کرلوگی
اور اوسوقت جو قوت تم کو ہوگی اوس سے زائد تقویت
پہونچاؤگے تو ضرور بالضرور جتنی چیزون کی خبر انبیا رنے
دی ہے وہ سب تمکو معلوم ہو جاینگے تو جنت دوزخ عرش
کرسی حوض کوثر پل صراط میزان سدرۃ المنتہے سب
چیزین ادراک کرنے لگوگے۔
ایک وقت آنے والا ہے جسمین وہ قوت ملیگی (جسکے ہونے سے
امور متذکرہ بالا کا ہر شخص ادراک کریگا) اوسی کو قیامت
کہتے ہین یہ برابر دیکھتے چلے آتے ہو کہ ہر روز معلومات
کی ترقی ہوتی جاتی ہے اور نئے نئے ذریعہ اور آلات ادراک
کے تمکو ملتے چلے جاتے ہین اسی سے یقین ہوتا ہے
کہ یہ سلسلہ معلومات کا درجہ کمال تک بغیر پہونچے
رکنے والا نہین ہے اوسوقت اگر تم واقعیات کے بلا وجہ
منکر ثابت ہوگی تو بجز ذلت وخواری کے کچھ حاصل نہوگا

(۲) سائنس

حس و محسوس

ہم کو اپنے حواس کے ضعف اور قلت پر افسوس کرنا بیکار ہے ہمکو چاہیے کہ انھیں حواس کی مشق کرین اور سوچ سمجھکر اُنسے کام لین تاکہ یہ حواس کند نہ ہو جائین۔ بلکہ ہم اُنکے ذریعہ سے حقیقت حال دریافت کر لین۔

اسکو اسطرح سمجھیے کہ حالت بیداری مین برابر ہمارے حواس کام دیتے ہین اور کچھ نہ کچھ احوال حالت بیداری مین ہم معلوم کر لیتے ہین۔

حالت خواب کے علاوہ کبھی ہمارے حواس ہم سے علحدہ نہین ہوتے ہین۔

اُن حواس کے ذریعہ سے جو علم و ادراک ہمین حاصل ہوتا ہے اوسکو حس و شعور کہتے ہین۔

جس شئی کا ہمکو ادراک ہوتا ہے یا بالفاظ دیگر جو شئی ہماری حس کا سبب

واقع ہوتی ہی اوسکو شی اور محسوس کہتے ہین۔
حس وشعور فی نفسہ کوئی مادی چیز نہین ہے۔
تیسرے باب مین اسکا مفصل بیان ہوگا۔

(۲) کلام۔

بیان تمکو چار امر معلوم ہوے (۱) جو حواس تمکو دیے گئے ہین اونسے کام لینا چاہی (۲) علم وادراک جو بواسطہ حس کے ہو اوسکو حس اور شعور کہتے ہین (۳) حس وشعور کوئی مادی شئی نہین ہی (۴) جو چیز حس سے ادراک کی جاتی ہی اوسکو شئے اور محسوس کہتے ہین۔

(۱) جو حواس تمکو دیئے گئے ہین اونسے تمکو کام لینا چاہیے تمکو تمھارا پاک مذہب اسی کی ہدایت کرتا ہی تمھارا خدا اپنے کلام پاک مین جابجا اسی مضمون کی تعلیم کرتا ہے فرماتا ہے مینے تمھاری آنکھ کان بنائے تمکو دل دیا تاکہ تم اوسکو کام مین لاؤ اور اس نعمت کا شکر ادا کرو شکر کہتے ہین ہر شئے کو جس مصرف کے واسطے بنائے گئے ہین اوسی مصرف مین اوسکو

صرف کرنا۔ مگر دیکھو خدا فرماتا ہی کہ میرے بندون سے وہ لوگ
بہت کم ہین جو شکر گذار ہین۔ تمکو زیبا ہے کہ تم اوسکے ان
بندون مین سے ہو جو شکر ادا کرتے ہین کہ اوسکے دیے ہوے
قوی سے کام لیتے ہین یہ بھی یاد رکھو کہ فقط کام مین لانا ان
حواس کا شکر گذاری کے لیے کافی نہین ہے بلکہ ضروری ہے
کہ وہ کام خدا کے مرضی کے موافق ہو ورنہ وہ شکر کے بدلہ
کفران نعمت کا ہو جائیگا جسکا برا نتیجہ ہے تمھارا ہر کام جو
حاسون سے تم کرتے ہو تم سے اوسکے متعلق سوال کیا جائیگا
قرآن مین فرماتا ہے کہ آنکھین اور کان اور دل سبھون سے
اونکے کردار کی پرشش ہوگی۔
جو قوے ہمکو دیے گئے ہین اون سے کام نہ لینا اور انکو بیکار
کر دینا شرعًا بہت بُرا ہے اور کوئی ثواب اوسمین نہین ہی
تمھارے سامنے بہت سے لوگ ایسے چلنے والے ہین جو دس
کوس بیس کوس چالیس پچاس کوس تک بلا مشقت چل
سکتے ہین اور تم دو کوس تین کوس تک چلنے مین تھک جاتے ہو

غالبًا اسکی وجہ تمھارے نزدیک یہ ہوگی کہ تم کو قوت کم ہی اور وہ
طاقتور ہین بعضے شخصون کے اعتبار سے یہ وجہ درست ہو
مگر ہر موضع مین نہین ہوسکتی ہے بلکہ کتنے آدمی ہین کہ تمسے
قد وقامت مین حقیر کمزور ہین تم سے زائد چلتے پھرتے ہین
ایسی صورت مین سبب اس فرق کا یہ ہے کہ وہ باوجود
کم قوتی کے تمھارے اعتبار سے چلتے زائد رہے رفتہ رفتہ
سیر مین اضافہ کرتے کرتے اس حد تک پہونچے کہ تم سے
بڑھگئے اونکو مشق زائد ہوگئی اور تم اپنی کاہلی کی وجہ سے
یا نازو نعمت کے باعث سے چلتے نہین رہے اگر تمکو بھی
انھین کی طرح سے چلنے پھرنے کی نوبت آتی تو تم بھی چلنے پر
بہت قادر ہوتے اور تھوڑی مسافت مین تھک نہ جاتے۔
کتنے عقلا ایسے ہین جو غور وفکر کرتے ہین اور دل ودماغ
سے وہ ایسے ایسے کام لیتے ہین جو تمھارے حاشیہ خیال
مین بھی نہین گذرتے ہین ۔تم تھوڑی دیر سوچتے ہو تو
گھبرا جاتے ہو اور وہ مدتون غور کرتے رہتے ہین اور ذرا بھی

پریشان نہین ہوتے ہین اسکی ہر جگہ وجہ یہ نہین ہے کہ اونکی عقل و دماغ تمسے زائد تیز و قوت رکھتے ہین بلکہ سبب اسکا بھی وہی ہی کہ ہر وقت اپنی عقل سے اور دماغ سے ایسے کام لیتے رہے ہین اور تمنے اونکو بیکار چھوڑ دیا ہی۔

ایک زمانہ تھا معمولی سوال جمع کا تمسے حل نہین ہو سکتا تھا اب اربعہ وستہ کوئی مشکل نرہا یہ نہین ہے کہ تمھاری عقل بڑھگئی ہے بلکہ تمکو مشق زائد ہوگئی ہے۔

ہماری ان بیانون سے تمکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ ان سب صورتون مین مشق کرنا اور نہ کرنا فرق کا باعث ہے بے شک جو قوت چھوڑدی جاتی ہی اور اوس سے کام نہین لیا جاتا ہی وہ ضرور مضمحل ہو جاتی ہی تمکو اپنی ہر قوت سے کام لینا چاہیے تمھارے حواس بھی تمھاری جسمانی قوتوںمین سے ہین اونکے لیے بھی یہ بات یاد رکھو کہ اگر بیکار چھوڑ دیے جاینگے تو وہ بھی کمزور ہو جاینگے اور اونسے جو فائدہ اسوقت حاصل ہو سکتا ہے اوس سے بھی محروم ہو جاؤگے۔

ہر قوت کی ایک حد ہی جب اوس سے زائد کام لیا جائےگا
اوس صورت مین بھی قطع نظر کم زور ہو جانے کے
عاجز رہجائیگی -

جو انسان عموماً ایک من کا بوجہ اوٹھاتا ہی اگر اوسکے اوپر تین
من لاد دوگے تو وہ دب جائیگا اور اٹھانے کی قدرت اوسکو
باقی نہ رہیگی رفتہ رفتہ کرکے اوسکی طاقت ایک من کے بار
برداشت کرنے کی بھی نہ ہوگی تم اپنے حواسونکو بھی کام مین
لانے مین اسقدر ضرور خیال رکھو کہ اونسے اتنا کام نہ لو جو
اونکی حد سے زائد ہے کہین ایسا نہ ہو کہ تلف ہو جائین الغرض
اعتدال کے حد تک اچھا اور مفید ہوتا ہی -

(۲) علم و ادراک جو بواسطہ حس کے ہوتا ہی اوسکو حس و شعور کہتے ہین
مشاعر و حواس دونون مرادف ہین تو جو علم و ادراک بواسطہ
ان حاسون کے ہوتا ہی وہ حس و شعور کہلاتا ہی جو تمہارے
جی و نفس جو سب چیز و نکا ادراک کرتا ہی ۲ مین آئے اوسکو
ادراک کہتے ہین خواہ وہ مجرد ہو خواہ مادی ہو جاہی جزئی ہو

چاہے کلی ہو جوہر ہو یا عرض ہو حاضر ہو یا غائب تمھارے ذہن مین حاصل ہو یا حاسون مین حاصل ہو اور اُنکے ذریعہ سے ذہن مین آجائے اخرالذکر کو احساس بھی کہتے ہین اور حس وشعور بھی یہی ہے اور اقسام کی بحث بیان کرنے مین طول ہو جائیگا۔

(۳) حس وشعور کوئی مادی شئی نہین ہے

کلام سے علمائے اسلام کے معلوم ہوا ہے کہ شعور کے دو معنے ہین ایک مطلقاً علم دوسری وہ ادراک جو بواسطہ حس کے ہو (جیساکہ اوپر گذر چکا ہی) دوسرے معنے بہت مشہور ہین اسی وجہ سے حواس خمسہ کو مشاعر کہتے ہین سائنس کا بیان موافق بھی اسی معنے کے ہی علم تو وہ مراد نہین لیتے ہین تمسی ہم پہلے ادراک کے متعلق بعضے امور کہدیتے ہین جنسے خودبخود معلوم ہو جائیگا کہ حس وشعور مادی شئی نہین ہی۔

کون نہین جانتا ہی کہ انسان مین کوئی بات ہی جسکی وجہ سے وہ تمام حیوانات سے ممتاز ہی اوسی کی وجہ سے جو باتین

وہ نہین جانتا ہے جانسکتا ہی اسی کو ہم لوگ ادراک کہتے ہین غرض کہ ادراک کا ہونا انسان سے ایسا ہی کہ اوسکے واسطے کسی دلیل کی ضرورت نہین ہی -

ادراک کیا چیز ہے اسکو بھی اہل تحقیق نے حکماء کے گروہ سے مان لیا ہے کہ بدیہی ہی یعنی بغیر غور و فکر کے اسکی حقیقت کو لوگ جانسکتے ہین -

ادراک کی کتنی قسمین ہین یہ تو تم خوب جانتے ہو کہ ادراک کرنیوالا نفس ہے خواہ بلا واسطہ خود ہی ادراک کرے یا الآت و حواس کے ذریعہ سے ادراک کرے جسکو شعور کہتے ہین -

نفس اپنی ذات کو بھی ادراک کرتا ہے اپنے اوصاف بھی خود ہی جانتا ہے اور اوسکے جاننے کے لیے کسی صورت کی ضرورت نہین ہوتی ہی نفس اور اوسکے اوصاف خود ہی اپنی ساتھ موجود ہوتے ہین -

نفس علاوہ اپنے اوصاف و ذات کے لیے اشیاء کا ادراک کرتا ہے خواہ مادی ہون خواہ مادی نہون یہ چار قسمین نفس کے

ادراک کرنے کی ہوئین ۔
اب دیکھو کہ ان چارون مین سے کوئی بھی مادی ہے
ایک بھی مادی نہین تو پھر کیونکر ادراک و احساس مادی ہوگا
جو کہ کسی نہ کسی قسم مین ہوکر پایا جاتا ہے ۔
ظاہر ہے کہ نفس اور اوسکے اوصاف مادہ نہین ہین رہے وہ
اقسام جو خود مادہ نہین ہین اگرچہ بواسطہ اونکی صورت کے نفس احساس
کرتا ہی شعور اونکا بھی مادہ نہ ہوگا کیونکہ جو خود اصل مادی نہوگی
اوسکی صورت کیونکر مادی ہوگی اور شعور وہی صورت کا نفس
مین آتا ہے یا یون کہے کہ وہی صورت ہی ۔
بعض وہ بھی اشیا رہین کہ جو مادی ہین مگر وہ ذہن مین آنیکی
صورت مین یا تو خود آتے ہین اور بغیر اون لوازمات
کے جو خارج مین ذہن سے اون اشیار کے لیے ثابت ہین
انھین مین سے مادی ہوتا ہی یا اونکی حقیقت نہین آتی
ہی بلکہ اونکی مثال آتی ہی تو وہ بھی مادہ نہوگی ۔
(۴) جو چیز حس ادراک کرتا ہی اوسکو شئ اور محسوس کہتے ہین

تمہارے سامنے جب تک کوئی شئے موجود نہو حاضر نہو تو تم اوسکو دیکھ نہ سکوگے جب تک چکھوگے نہین اوسکا ذائقہ کیونکر جانوگے آواز نہو تو تم کیا چیز سنوگے جب تک کوئی خوشبو کی چیز تمہاری ناک تک نہ پہونچے کیونکر تمکو اوس کی بو معلوم ہوگی تم چھوکر کسی شئے کو گرم سرد بھاری ہلکا پہچانتے ہو۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ جو شئے جس حاسہ سے ادراک کی جاتی ہے اوسکو اوس حاسہ کے سامنے ہونا ضرور ہے تو جب تک وہ شئے خود موجود نہ ہوگی حاسہ کے روبرو کیونکر ہوسکتی ہے تو کوئی چیز اوسوقت تک حواس ادراک نہین کرسکتا ہے جو موجود نہ ہولے اور موجود ہی کو متکلمین شئے کہتے ہین تو ہر محسوس ضروری ہے کہ موجود ہو اور ہر موجود شئے ہوگی تو ہر محسوس ضروری ہے کہ شئے ہو۔

(۳) سائنس

سبب یا مسبب یا نتیجہ

ہمارے پڑوس جب باجا بجتا ہے تو ہم اوسکی آواز سنکر کہتے ہین کہ باجے کا بجنا اس آواز کا سبب ہی اور آواز اوسکا مسبب یا نتیجہ ہے۔

اگر ہمارے گوشت مین سوئی چبھوئی جاے تو ہم کہینگے کہ درد والم جو ہمین ہوا سوئی اوسکا باعث تی۔

جب ہم جلی بو سونگھتے ہین تو کہتے ہین کہ ضرور کوئی چیز ہمارے قریب جلی ہے اور اوسکی تلاش کرنے لگتے ہین اوڑتا ہوا پرند جب ہمارے پیش نظر ہوتا ہے تو ہمکو اوس پرند کے وجود کا یقین ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پرند کے معدوم ہونیکی صورت مین اوسکا دیکھنا ناممکن تھا۔

اس صورت مین اوس پرند کو کہینگے کہ ہماری دید کا سبب واقع ہوا ہے۔

(۳) کلام

اس بیان سے تمکو معلوم ہوا کہ جتنے اشیاء عالم مین ہوتے ہین اون سب کے لیے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہی کہ جسکے اشیاء مسبب اور نتیجہ ہوتے ہین -

جسوقت تمسے کہا جاے کہ ممکن ہی کہ خدا نہو تو تم اسکو نمانوگے اور کہوگے کہ خدا تو وہی ہی جو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے اوسکا نہونا کیونکر ممکن ہی اسی طرح سے تم سے چار کو کوئی کہے کہ ہوسکتا ہے کہ جفت نہون تو اوسکے جواب مین یہی کہوگے کہ چار تو جفت ہوتے ہی ہین اونکا جفت نہونا کیسے ممکن ہی -

ایسے اشیاء (جنکو کہتے ہین کہ نہونا ممکن نہین ہی یعنے جسطرح ہمیشہ موجود ہین یا جو وصف اونکے واسطے ثابت ہی وہ اسیطرح ہمیشہ رہے اور ہمیشہ سے اوسیطرح سے ہو بھی) کو واجب الوجود کہتے ہین -

تمسے اگر کوئی کہے کہ تمہارے خدا کے سوا کوئی دوسرا بھی اوسکا مدمقابل ہی تو تم انکار کروگے اور کہوگے کہ خدا کا

ایسا اور اوسکا شریک کوئی نہین ہوسکتا۔

اگر کہا جائے کہ چار فرد ہین تو تم کیا باور کرلوگے کبھی نہین بلکہ کہدوگے کہ چار کا فرد ہونا ممکن نہین ہے تو ایسی چیزین جنکا ہونا ممکن نہ ہو یا جو کسی چیز کا وصف نہ ہوسکے اونکو ممتنع الوجود کہتے ہین۔

زید کا ہونا نہ ہونا اگر تم سے کہا جاے تو تم مان لوگے اور کہدوگے کہ ہوسکتا ہے وہ ابھی پیدا نہ ہوا ہو ہوسکتا ہے کہ بعد کو پیدا ہو تمھاری اگرچہ شادی نہ ہوئی ہو مگر اس وقت تم سے کہا جاسکتا ہے کہ جب تمھاری شادی ہوگی تو تمھارے لڑکا پیدا ہوسکتا ہے تو تم کہوگے کہ ہان پیدا ہوسکتا ہے۔

اس سے تمکو معلوم ہوگیا کہ انسان مثلاً اوسکا ہونا نہ ہونا برابر ہے کسی جانب کو عقل محال یا ضروری نہین سمجھتی ہے تم کبھی لکھتے ہو کبھی نہین لکھتے ہو تو تم سے کہا جاسکتا ہے کہ تمھارا لکھنا اور نہ لکھنا دونون کی نسبت تمھارے لیے برابر ہے چاہے لکھو چاہے نہ لکھو تو ایسی

چیزدن کو اجو نہ واجب ہون نہ محال و ممتنع ممکن الوجود
کہتے ہین جتنی مثالین تم نے سائنس مین پڑھین ہین انمین
تم غور کرو تو تمکو معلوم ہو جائیگا کہ وہ نہ واجب ہین نہ ممتنع
بلکہ ممکن ہین اسلیے ہمکو معلوم ہو گیا کہ ہر ممکن کے لیے سبب
ہونا ضرور ہی اور اس امر مین کوئی شبہ بھی نہین ہے
البتہ واجب کے لیے سبب کے حاجت نہین ہے مگر
اوسکے بحث سائنس سے خارج ہے اس لیے سائنس
مین نہ اوسکی کوئی مثال دی ہے نہ اوسکا ذکر کیا
سائنس مین تو اون چیزدن کے متعلق بحث کیجاتی ہی
جو ممکن ہین اور برابر ہوتے رہتے ہین اسی وجہ سے ممتنع
کے متعلق بھی کوئی بحث نہین ہے یاد رکھو کہ اوسکے لیے
بھی کوئی سبب نہین بلکہ وہ خود ہی نہین ہوتا ہے۔
اس دعوی پر کہ ہر ممکن کا ایک سبب ہوتا ہے
اور ہر ممکن کو اپنے ہونے مین دوسرے کی احتیاج
ہوتی ہے۔

(جو مقصود سائنس کا ہے) علمائے اسلام نے بہت سے دلائل قائم کیے ہین اون دلائل کا ذکر کرنا مجھے بیکار معلوم ہوتا ہے اس وجہ سے کہ جو لوگ اہل تحقیق ہین وہ کہتے ہین کہ یہ بات بالکل بدیہی ہی اوسکے لیے دلیل کی حاجت نہین ہے ذرا سے توجہ کرنے مین خودہی معلوم ہوجاتا ہی۔

تمکو جب معلوم ہوگیا کہ ممکن وہ ہے جسکا ہونا نہونا دونون یکسان ہون تو یہ بھی تمہارے ذہن مین آگیا ہوگا کہ اوسکے موجود ہونے کے لیے کوئی ایسا سبب درکار ہے جو ایک جانب کو ترجیح دیدے ورنہ کوئی وجہ نہین ہے کہ ممکن موجود ہو ترازو کے جب دونون پلے برابر ہوتے ہین تو کسی پلہ کی جانب نہین جھکتی ہے مگر جب اوس مین بٹے رکھدیے جاتے ہین تو جھک جاتی ہی۔

(۴) سائنس

علت

(کوئی شخص دریافت کرے کہ فلان امر کیون ہوا اوسکا جواب اوزا وس امر کی علت ایک ہی ہی)

جلی ہوی بو سونگھنے کے بعد جستجو کرنے سے کچھ جلتا ہوا معلوم ہوتا ہی تو ہم کہتے ہین کہ ہمنے اس بو کا سبب دریافت کرلیا یا ہمنے اوسکی علت معلوم کرلی یا اس بو کا باعث ہمین معلوم ہوگیا۔

اس صورت مین اگر کوئی ہمسے پوچھے کہ یہ بو کیون ہوئی تو ہم جواب دینگے کہ فلان چیز جلی تھی۔

کسی حادثہ یا کسی امر کا سبب معلوم کرلینا یہی اوسکی علت کا معلوم کرلینا ہے۔

جلی ہوئی بو کی علت کسی چیز کا جلنا ہوا کرتا ہے۔

ہر امر کی علت کسی دوسرے امر کا نتیجہ ہوتی ہی جسکو اسطرح بھی

کہہ سکتے ہین کہ ہر امر کی علت کسی امر گذشتہ کا مسبب ہوتی ہی
جب جلی بو کا سبب معلوم ہو گیا اور جلتا ہوا کپڑا ہمکو ملگیا تب ہم فوراً اور یافت کرینگے کہ کسنے اسکو جلایا ہے یا کیونکر یہ کپڑا جلا ہے۔

اگر چنگاری کپڑے مین ملیگی تو اس امر کا قطعی یقین ہو جائیگا کہ یہی چنگاری اس جلنے کا سبب ہے۔

لیکن یہ چنگاری خود بخود وہان آنہین سکتی بلکہ ضرور کسی نہ کسی نے اوسکو وہان رکھا ہے یا کپڑے پر ڈالدیا ہے۔

یعنے چنگاری کا وہان پایا جانا کسی رکھنے والے کا مسبب اور نتیجہ ہے۔

اب ہم سوال کرینگے کہ اوس شخص نے عمداً ایسا کیا ہے تو کیون اور کس لیے اور کس نیت سے اور اوسکی نیت کا کیا سبب ہے۔

جب ہمکو معلوم ہوا کہ اوسنے اپنے پڑوس کا گھر تباہ کرنے کے لیے ایسا کام کیا تھا تو ہم دریافت کرینگے کہ کیون اوسنے

یسا ارادہ کیا۔ اور پڑوسی نے اوسکو کیا ستایا تھا اور کیا
نقصان پہونچایا تھا یا اسکا کوئی اور سبب تھا۔

اسی طرح جلی بو کے متعلق بے انتہا باتین نکلتی چلی آوین گی۔
اور ہر بات کسی گذشتہ امر کا نتیجہ ہوگی۔

اسی طرح کے دلائل سے ہم یقین کر لیتے ہین کہ ہر امر کسی گذشتہ
امر کا نتیجہ ہوتا ہے اور وہ امر گذشتہ بھی کسی دوسرے
امر کا نتیجہ ہے جو اوس سے پہلے ہو چکا ہے۔

اسی طرح نتیجہ اور سبب علت اور معلول نکلتے چلے آتے ہین
حتی کہ ہمارا اصل مقصد حاصل ہو جاتا ہے اور جو کچھ ہمین
دریافت کرنا ہوتا ہے معلوم ہو جاتا ہے۔

جب ہم کسی امر کا سبب دریافت کر لیتے ہین تو کہتے ہین کہ
اوسکی علت معلوم کر لی۔

اور جب اوس علت کی علت کا علم ہو جاتا ہے تو اور زیادہ
[illegible]ت ہو جاتی ہے۔

[illegible] طرح جسقدر سلسلہ علل و اسباب معلوم ہوتا چلا جائیگا

اوتنا ہی اوس امر کی علت واضح ہوتی چلی جائیگی۔
باآنیہمہ ان علل و اسباب کے انتہاے سلسلہ کے متعلق ہمارا علم قاصر ہے اور پورے سلسلۂ اسباب کو ہم نہین معلوم کرسکتے ہین بلکہ چند مرتبہ کے بعد ہمارے اوراک کی نہتا ہوجاتی ہی۔

(۴) کلام

اس جگہ چند باتین معلوم ہوئین (۱) علت اور سبب ایک ہی ہے (۲) علت باعتبار اپنے معلول کے علت ہے اور باعتبار اپنے ماقبل کے معلول یا مسبب ہے (۳) علت اور معلول کا سلسلہ تلاش کرنے سے برابر نکلتا چلا آتا ہے (۴) جس امر کے علت اور معلول ہمنے دریافت کیے ہین اون سب کے انتہا کا ابھی علم نہین ہوا ہے ممکن ہے کہ کسی وقت ہین ہوجائے۔

(۱) علت اور سبب ایک ہی ہے۔

علماے اسلام کہتے ہین کہ علت وہ ہے جس کے جانب کسی دوسری کو احتیاج ہو اور معلول وہ ہے جسکو کسی دوسری

احتیاج ہو۔ تمھارے سامنے کاغذ اور قلم و دوات رکھا ہی اور تمنے قلم لیکر لکھنا شروع کیا تو اسوقت کوئی شے ایسی باقی نہین رہی جسکی ضرورت لکھنے مین تمھارے پیش آتے ہی اسکو علت تامہ کہتے ہین۔

جب کسی چیز کے علت تامہ پائی جاتی ہے تو وہ چیز موجود بھی ضرور ہو جاتی ہے اور اوسکے موجود ہونے مین کسی قسم کا انتظار باقی نہین رہتا ہے اگر تمھارے پاس صرف قلم ہو یا صرف روشنائی ہو تو تمکو لکھنا ممکن نہین ہی جبتک کہ یہ دونون نہون اور کاغذ بھی موجود ہو تو ایسی شی کو علت ناقصہ کہتے ہین کہ اوسکی احتیاج تو ہوتی ہے مگر بدون اور چیز و نکے معلول موجود نہین ہو سکتا ہے۔ میز یا کرسی جسوقت بنائی جاتی ہے اوسکے لیے چند چیزین درکار ہین بڑھئی جو بنائے لکڑی جس سے وہ بنی یہ دونون چیزین میز کی علت ہین مگر بڑھئی میز کا جزو نہین ہے اور لکڑی جزو میز کا ہے اس سے ہکو معلوم ہوا کہ علت ناقصہ کے دو قسمین ہوتی ہین

ایک معلول مین داخل ہوتی ہے اور دوسری خارج۔
پھر جو علت داخل ہوتی ہے اوسیکو قبل تیار ہونے سے
مادہ کہتے ہین اور بعد بنجانے کے اوسی کو صورت کہتے ہین
پہلے علت علت مادی کہلاتی ہے اور دوسری علت صوری۔
میز کو یا تو تم فرمائش کرکے بنواتے ہو یا بڑھئی خود فروخت
کرنے کی غرض بناتا ہی مگر مقصود دونون صورتومین میز کے
بنانے سے ایک ہی ہوتا ہے کہ اوس پر کتابین لکھی جائین
قلم دوات دہرا جائے کمرہ کی نمائش ہو یہ سب باتین میز کے
بنائے جانے کی غائت ہین اور انھین کو علت غائیہ کہتے
ہین اور بڑھئی کو علت فاعلیہ اور فاعل کہتے ہین تمکو ہمارے
اس بیان سے معلوم ہوگیا کہ علت کی دو قسمین ہین تامہ اور
ناقصہ پھر ناقصہ کے دو قسمین ہین۔ داخلی اور خارجی داخلی
کی دو قسمین ہین مادی اور صوری خارجی کی دو قسمین ہین
فاعلی اور غائتی اس بیان سے ہمکو مقصود یہ ہی کہ صرف کسی
شے کا پایا جانا کسی شے کے بعد یہ ضروری نہین ہے کہ شے

اول اوسکے علت تامہ ہو جسکے پائے جانے سے معلول کا پایا جانا ضروری ہو جائے اسوجہ سے بسا لوگ غلطی مین پڑجاتی ہین اور واقعی علت کو جو علت تامہ نہین ہوتی ہے علت تامہ سمجھ لیتے ہین یا جو علت تامہ نہین ہے اوسکے صرف پائی جانے سے کوئی شے نہ پائی جائے تو سمجھ لیتے ہین کہ یہ شئے علت نہ تھی ورنہ نہ پایا جانا معلول کا کوئی وجہ نہین حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ غلطی انھین لوگونکی ہے -

تمکو یہان پر یہ بات بھی جان لینا چاہیے کہ میز کرسی بغیر اوزار کے نہین بنتی ہے تو ایسی چیزین شرط کہلاتی ہین اور یہ حقیقت مین کسی نہ کسی علت مین شامل ہوتی ہین جیسے اوزار خاصکر کے علت فاعلیہ مین شامل ہین کہ بڑھئی بدون انکی علت فاعلی نہین ہو سکتا ہے - اسی طرح سے لکڑی کا سوکھا ہونا بھی بنانے کے لیے ضروری ہے تو یہ علت مادی مین داخل ہے -

یہان ایک اصطلاحی بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جس شئے کے

ہونے پر کوئی شے کا ہونا موقوف ہو تو اوسکو شرط کہتے ہین اور دوسری شئے کو مشروط کہتے ہین۔ اور اگر کسی شے کا معدوم ہوجانا باعث ہو کسی شے کے موجود ہونے کا تو اسکو مانع کہتے ہین جیسے میز کرسی بنانے کے لیے لکڑی کا گیلا نہونا ضروری ہے اگر گیلی ہوگی تو کٹے گی نہین اور میز نہ بن سکے گی۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ علت باقی نہین رہتی ہے اور معلول باقی رہتا ہے جیسے مکان بنانے والا مرجاتا ہے اور مکان بنا ہوا قائم رہجاتا ہے۔ کتنے آدمی ہین کہ خود زندہ ہین اور اونکے والدین (جو اونکے پیدا ہونے کی علت ہین) باقی نہین ہین تو ایسی علتون کو مُعدّات کہتے ہین۔

تم بسا اوقات دہوکا کھاجاتے ہو اس طرح سے کہ کسی شے کی تم علت دریافت کرنا چاہتے ہو اور اوسکی علت فنا ہو چکتی ہے تم تلاش کرتے ہو تو کسی شے کو جو واقعی علت نہین ہے علت سمجھنے لگتے ہو جو اتفاقی طور سے اوسکے قبل پیدا ہو جاتی ہے

علت ہونے کی وجہ سے اگرچہ نہ پہلے پیدا ہوئی ہو پھر اوسکے خلاف کہین اگر سنتے ہو تو اوسکو باور نہین کرتے ہو حالانکہ یہ تمہاری ناواقفیت ہوتی ہے۔

آگ کو تم دیکھتے ہو کہ جب وہ جسم سے لگتی ہے تو جسم جلجاتا ہے تم اوسی کو علت سمجھتے ہو اگر کسی شخص کے جسم کو آگ سے نے نہین جلایا اور تمکو اوسکے لوگون نے خبر دی تو تم اوسکو جھوٹا سمجھتے ہو حالانکہ ہو سکتا ہے کہ جلانے کی علت صرف آگ کا چھو جانا نہ ہو بلکہ اور بھی کسی چیز کا ہونا یا نہونا اوسکی علت یا معد یا مانع پڑا ہو۔

حضرت ابراہیم کو آگ نے نہین جلایا اور یہ ہمکو تحقیق طور سے (اوس قاعدہ کی روسے جس سے ثبوت سمعیات کا عقل سے ہو سکتا ہے) معلوم ہو گیا ہے تو اب ہم کو یہ زیبا نہین ہے کہ اُس واقعہ کو غلط سمجھین بلکہ ممکن ہے کہ آگ کے جلانے کے لیے یہ بھی شرط ہو کہ جو جسم اوس سے جلے اوسکو کوئی قوت باطنی سے علاقہ نہو جس طرح سے

آگ کے جلانے کے لیے شرط ہے کہ پانی نہو بعضی دوائین
ہین جنکے لگا لینے سے آگ اثر نہین کرتی ہے تو جسطرح
سے قانون قدرت نے اون دواون مین ایک باطنی
طاقت رکھی ہے جسکی وجہ سے آگ اثر نہین کرتی ہے
اسیطرح سے اوسی قانون قدرت کے بنانے والے نے
حضرت ابراہیم کے جسم مین ایسی قوت رکھی ہو جس سے
اونکے جسم کو آگ نہ جلا سکے تو اوس پر کوئی عقلی خرابی
نہین لازم آئی گو ہماری قاصر عقلین اسکو باور نہ کرین
دہوپ آفتاب کے نکلنے سے پیدا ہوتی ہے اور وہی
آفتاب دہوپ کو دیر تک باقی رکھتا ہے تو ایسی علت کو
علت الحدوث والبقا کہتے ہین ۔
آگ سے تم کوئلہ جلا لیتے ہو مگر اوسکو جب تک پھوکوگے
نہین وہ آگ اوس کوئلہ مین مشتعل نہوگی اور تھوڑی
دیر مین باقی نہ رہے گی تو آگ کا کوئلہ سے چھوجانا
علت الحدوث ہوا اور اوسکو پھوکنا علت البقاء ۔

تمکو یہ اقسام علت کے معلوم ہوگئے انمین سے اکثر کو اسباب بھی کہتے ہین اور بعض کو (مثل علت تامہ کے) سبب باعتبار اصطلاح کے نہین کہتے ہین گو باعتبار لغت کے اوسکو بھی سبب کہ سکتے ہین تو یہ مقولہ سائنس کا جوکہ اوپر گزرا اصطلاح کی روسے باعتبار اکثر اقسام کے ہی اور لغت کے لحاظ سے بالکل موافق ہی۔

(۲) علت باعتبار اپنی معلول کی علت ہی اور باعتبار اپنے ماقبل کے معلول ہے۔

تمھارے سامنے بہت سے ضعیف العمر ہین جنکے باپ تمھارے پیدا ہونے کے قبل ہی مرچکے تمکو یہ توخوب معلوم ہے کہ وہ بغیر باپ کے نہین پیدا ہوئے ہین بلکہ اونکے باپ بھی ضرور تھے اسی طرح سے دور تک یہ سلسلہ چلا گیا ہی ہر شخص اپنی بیٹی کے اعتبار سے باپ ہی اور اپنے باپ کے لحاظ سے بیٹا ہی اسی طرح سے ہر معلول کو بھی خیال کرلو کہ وہ اپنے مافوق کے اعتبار سے علت ہی۔

علمار اسلام ایسی چیزونکو (جنکا تعقل دوسرے کے تعقل پر موقوف ہو) امور اضافیہ کہتے ہین اور تصریح کرتے ہین کہ علت اور معلول بھی امور اضافیہ سے ہین - مگر یاد رکھو کہ یہ بات علل متوسط (یعنے وہ علتین جو درمیانی ہین) کے واسطے ہی ورنہ اول مین سب علتون کی ایک علت ہی جسکے کوئی علت نہین ہے نہ وہ کسی کا معلول ہے اسی طرح سے ایک معلول ہی جو ابھی تک کسی کے علت نہین ہوئی ممکن ہے کہ آئندہ کسی کے علت ہوجائے مثال اسکی تم خود ہو کہ اسوقت تک کہ تمھاری شادی نہین ہوئی ہے تم بچے ہو باپ نہین ہو اور تمھارے دادا آدم باپ تھے کسی کے بیٹے نہین ہین -

تمکو یہ شبہہ نہو کہ اوپر بیان ہوچکا ہی کہ ہر شئے کے علت ہوتی ہی اور یہان تمنے لکھدیا کہ ایک علت ایسی ہے جسکے کوئی علت نہین ہے اسواسطے کہ پہلا کلام ہمارا ممکنات مین ہے اور علیت ممکن نہین ہی بلکہ واجب تعالے ہی

(۴) علت ومعلول کا سلسلہ برابر نکلتا چلا جاتا ہی۔
تمکو سائنس کے بیان سے بہت مثالین معلوم ہوین جنسے یہ نتیجہ نکلا ہے اور اگر تھوڑے غور زرا مدکرو اور لپنے کوائف وحالات پر نظر ڈالو تو تم کو تمھاری ذات سے خود معلوم ہو جائیگا۔
تمکو بھوک لگتی ہی اور وہ دفع نہین ہوتی ہے جب تک کہ تم کچھ کھانہ لو اسی طرح سے پیاس بجھتی نہین ہے بغیر کوئی چیز پئے اِس سے صاف ظاہر ہی کہ پیاس دفع ہونے کی علت پانی پینا ہے اور کھانا کھانے کے سبب سے بھوک جاتی رہتی ہی تو دفع بھوک کی علت کھانا ہوا۔ کوئی چیز جلتی نہین ہے جب تک کہ آگ نہ چھو جائے تو جلنے کی علت آگ ہی۔
عالم اسباب مین جسقدر چیزین ہین اونمین باہمی ایسا تعلق ہے کہ جسکی وجہ سے ایک شئے دوسری شئے کے ہونے کے بعد پیدا ہوتی ہے اسی وجہ سے خیال ہوتا ہے

کہ ایک دوسری کی علت ہے اور یہ سلسلہ تمام موجودات
مین قائم ہے علمار اسلام نے اِس سلسلہ کے تحقیق کرنیکی
ضمن مین ایک اور امر بھی ادراک کر لیا جسکا بادی النظر
مین معلوم کرنا دشوار تھا وہ یہ ہے کہ ہم جو کہتے ہین کہ
فلان چیز علت ہی فلان شئے کے تو اوسکا مطلب صرف
اسی قدر ہوتا ہے کہ ایک شئے ان دونون مین سابق ہی
اور دوسری بعد مین اوسکے موجود ہوئی اور عادت جاری
ہی کہ جب شئے سابق ہوتی ہے تو شئے ثانی بھی ہوجاتی
ہے یہ مطلب نہین ہے کہ خالق شئے اول ہوتی ہے
اور شئے ثانی مخلوق ہوجاتی ہے اصل مین نظام طبعی
(تقدیر آلہی) اوسکے پیدائش کا باعث ہی اور وہی
اوسکا موجد و خالق ہے۔

تم سمجھتے ہو کہ جسوقت آگ جسم مین لگی تو اوس آگ نے
جسم کو جلا دیا اسلیے آگ جلانے کا باعث اور موجد و علت
ہے مگر حقیقت مین ایسا نہین ہے بلکہ آگ جسوقت جسم مین

لگتی ہے تو قانون قدرت کے مالک کی عادت ہی کہ وہان
جلنے کو پیدا کر دیتا ہے اسی طرح سے بھوک لگتی ہی اور
کھانا کھایا جاتا ہے تو اوسوقت خدا اوس جگہ سیری
پیدا کر دیتا ہے اور پیاس کو پانی پینے کے بعد دفع کر دیتا
ہے خود آگ کا لگنا یا کھانے کا کھایا جانا یا پانی کا پیا جانا
کسی شئے کو پیدا نہین کر سکتے ہین بلکہ یہ اسباب ہین کہ
انکی مہیا ہونے کے وقت فطرت خود ان اشیار کو
پیدا کر دیتی ہے ۔

جہان تک ہمنے اس مسئلہ مین غور کیا تو ہمکو کوئی دلیل
قوی اسبات پر نہ ملی کہ علت معلول کی موجد ہی اسوجہ
سے کہ صرف یہ دیکھنا کہ فلان شئے سبب ہو جاتی ہے
فلان شئے کے وجود کا کافی اس دعوی پر دلیل ہونے
کو نہین ہے کیونکہ تم جانتے ہو کہ دو چیزون کا ایک وقت
مین یکے بعد دیگرے مخلوق ہو جانا کچھ علت اور معلول
ہونے کو لازم نہین ہے کیونکہ ممکن ہی کہ ان دونون چیزونکی

علت کوئی تیسری چیز ہو۔

تمنے دیکھا ہے کہ ایک شخص کے دو لڑکے جڑیا کے پیدا ہوتے ہین ایک انمین سے قبل پیدا ہوتا ہی دوسرا بعد کو اور دونون کی علت وہی نطفہ باپ کا ہی جو ما ان کے رحم مین آیا ہی یہ نہین ہی کہ پہلا لڑکا علت وجودی ہی دوسرے لڑکے کی تم کو خوب معلوم ہے کہ نطفہ مین روح کا پڑنا اسکی علت صرف انسان کی طبیعت نہین ہے بلکہ قانون طبعی کا ایک فیضان ہے کہ جس کی وجہ سے روح جسم مین اور گوشت کے ایک لوتھڑے مین آجاتی ہی تم انسان کو اوسکی علت سمجھتے ہو تمھارے سمجھانے کے لیے ہم یہان ایک مثال لکھتے ہین جس سے معلوم ہوجائیگا کہ ہر وہ شئے جو بظاہر سبب معلوم ہوتی ہے اوسکا واقعی علت ہونا ضروری نہین ہے۔

تم جانتے ہو کہ جب آفتاب نکلتا ہی تو تمام عالم مین روشنی ہوجاتی ہے روشنی کی علت آفتاب ہے اور کوئی چیز نہین ہے

فرض کرو ایک اندھا ہے جسکو یہ معلوم نہین ہے کہ آفتاب نکلتا ہے اور اوسکی روشنی تمام عالم مین پھیلتی ہے اوسکی آنکھ اگر دفعتہً کھلجائے تو وہ اول اول یہی سمجھے گا کہ آنکھ کا کھلجانا روشنی کا باعث ہے۔

(۴) علت و معلول کے انتہا کا علم ابھی تک نہین ہوا ہے۔ اوپر ہمکو معلوم ہوا کہ اکثر اشیار ہین کہ جو برابر ایک دوسرے کے ہونے سے ہوتے ہین اور ایک دوسرے کے نہونے سے فنا ہوجاتے ہین خواہ بہ تخلیق اللہ تعالیٰ کے جیسا کہ مذہب حکمار اہل اسلام کا ہے یا بطریق نظام طبعی کے جیسا کہ قول اور حکمار کا ہے دونون صورتون مین جسکو ہم علت و معلول سمجھتے ہین اونکا سلسلہ برابر ہمکو معلوم ہوتا چلا جاتا ہے اور چونکہ تمام عالم کے اشیار کا علم ہمکو نہین ہوا ہے اسلیے کل ایسے امور بھی ہمکو معلوم نہین ہونے پائے ہین جنکے بعد ہم کہین کہ علت و معلول کا سلسلہ تمام ہوگیا ہے۔

حکمار نے اجمالاً چاہا کہ اس مسئلہ کی تحقیق ہو جائے اور
معلوم ہو کہ یہ سلسلہ واقع مین کبھی تمام ہوا ہے یا تمام
ہونے کو نہین آتا اس غور و فکر کی وجہ سے بہت
اختلافات پیدا ہوے۔
حکمائے قدیم قائل ہین کہ یہ سلسلہ زمانہ گذشتہ مین
برابر چلا گیا ہے کہین اوسکا اختتام نہین ہوا ہے
اسی طرح سے امور غیر متناہیہ مسلسل چلے گئے ہین۔
حکمائے اسلام نے اس قول کو اونکے نہ مانا اون کی
تردید کر دے اور کہا کہ چاہے آئندہ یہ سلسلہ برابر
چلا جائے مگر زمانہ ماضی مین یہ سلسلہ کسی طرح قائم
نہین ہو سکتا ہے اس دعوے پر اپنے بہت سے
دلائل قویہ قائم کیے ہین جن مین سے دو ایک مناسب
مقام کے لکھے جاتے ہین اور باقی پھر دوسرے اور
تیسرے سلسلہ مین اپنے کلام کے ہم ذکر کرین گے
(انشاء اللہ تعالیٰ)

فرض کرو کہ ایک سلسلہ ا ب ج د ہ و ز ح ط ی
کا ہے اور وہ برابر الی غیر النہایۃ چلا گیا ہے اسی سلسلہ مین
سے ایک مرتبہ آخر مین چھوڑ کر دوسرا سلسلہ فرض کرو
مثلاً ب ج د ہ و ز ح ط ی اور یہ بھی سلسلہ غیر
نہایت تک چلا جاتا ہی۔
پھر تم ایک سلسلہ کو اس مین سے دوسرے سلسلہ کے
ہر مرتبہ پر منطبق کرتے چلے جاو مثلاً (الف) سلسلہ اولے
سے منطبق ہوتا ہی (ب) سلسلہ ثانیہ پر اور (ب) سلسلہ اولی سے
منطبق ہوتا ہو (ج) سلسلہ ثانیہ پر اسی طرح سے انطباق ہوتا
چلا جائے گا ان سب امور مین سے کوئی بات ایسی
نہین ہے کہ ہو نہ سکے۔
اسوقت تمکو علم اجمالی اس بات کا حاصل ہو سکتا ہے
کہ یہ دونون سلسلہ غیر متناہی نہین ہین جیسا کہ قول
حکمائے اسلام کا ہے کیونکہ سلسلہ اولی جو حقیقت مین
کل ہے اور سلسلہ ثانیہ جو واقعی مین جزو ہی اگر برابر

چلے جاتے ہین اور کہین کوئی تمام نہین ہوگا توخرابی لازم آئےگی کہ کل اور جزو برابر ہوجائین اور یہ بات بالبداہت باطل ہے کل اور جزو برابر نہین ہوسکتے ہین لہذا ان دونون سلسلون کا برابر چلا جانا ممکن نہوا بلکہ خوانخواہ سلسلہ ثانیہ کو قبل سلسلہ اولی کے تمام ہوجانا چاہیے توجس وقت عقل نے یہ حکم دیدیا کہ سلسلہ ثانیہ تمام ہوگیا قبل سلسلہ اولی کے، تو بمجرد اسی بات کے معلوم ہونے کی عقل سمجھ بھی گئی کہ سلسلہ اولی بھی تمام ہوگیا اسواسطے کہ سوائے ایک مرتبہ کے کہ جسکے اعتبار سے سلسلہ اولی سلسلہ ثانیہ سے بڑا ہے اور کوئی مرتبہ باقی نہین رہا تو سلسلہ اولی بھی ایک مرتبہ کے بعد تمام ہوگیا اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

اگر ایک شئے کو ہم سلسلہ علت و معلول سے جدا کرلین (جو موجود مثلاً ہمارے سامنے ہی) تو خوانخواہ معلول ہوگا کسی علت کا جو اوسکے ماقبل ہے اور علت و معلول دونون امور اضافیہ

سے ہین (جیسا کہ اوپر گزر چکا ہی) تو جسقدر علت ہونگی
اوسی قدر معلول ہونگے۔

اب اس معلول کے قبل فرض کرو کہ مثلاً سو مرتبہ ہین اور
اون مین سے ہر مرتبہ علت کے مقابل ایک مرتبہ
معلول کا ہے تو ضروری ہے کہ ایک علت آخر مین نکلے
جو کسی کی معلول نہو کیونکہ ایک معلول ایسا ہی جو کسی کی
علت نہین ہے اوسکے مقابل مین ایک علت ہونا چاہئے
جو کسی کی معلول نہین ہے وہی علت خواہ نخواہ سلسلہ
علت و معلول کو تمام کر دیگی ایسی اجمالی نظرون سے
معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ علت و معلول کسی نہ کسی جگہ
تمام ہو جاتا ہے اور تمام جس شئے پر ہوا ہے وہ خواہ نخواہ
اپنے مابعد کے ایسے نہین ہی ورنہ کوئی وجہ نہین ہی کہ
اوس سے سلسلہ تمام ہوا ہی قبل ہی کیون نہ تمام ہو جائے
پھر جسوقت ہم عالم کو ملاحظہ کرتے ہین تو سمجھتے ہین کہ
موجودات دو قسم کے ہو سکتے ہین ایک ممکن دوسرے واجب

تو ممکن کو یہ نہین کہ سکتے ہین کہ وہ علت ہی اور اوسکے کوئی
علت نہین اسواسطے کہ اوپر گزر چکا ہے کہ ممکن بغیر کسی
علت کے موجود نہین ہو سکتا ہی رہگیا واجب تو وہی علت
ہوگی تمام علتون کی اور اوسی پر سلسلہ علت کا تمام ہوگا
اور وہ ایک ہی ہوگا اور وہ خود ہی موجود ہوگا دوسرونکو
موجود کریگا اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔

(۵) سائنس

خاصہ۔ قوت اور فعل۔

جس شئے سے ہمیشہ ایک ہی نتیجہ نکلے اوس نتیجہ کو اوس
شئے کا خاصہ یا قوت کہتے ہین۔

خوشبو گلاب کے پھول کا خاصہ ہی کیونکہ جب گلاب کا
پھول سونگھا جاوے اوس سے خوشبو آتی ہی۔

ثقیل ہونا پارہ کا خاصہ ہی کیونکہ وہ ہمیشہ ثقیل ہوتا ہی
ہوا مین یہ قوت ہی کہ وہ کشتیونکو چلادیتی ہی۔

پانی کی قوت سے پن چکیاں چلتی ہین ۔
بارود مین یہ قوت ہی کہ وہ قنابل کو پھینکدیتی ہی اور پتھرونکو پارہ پارہ کردیتی ہے ۔
زہر زندہ کو ہلاک کردیتا ہے ۔
غرض جن چیزون سے ہمیشہ ایک ہی قوت اور ایک ہی نتیجہ اون سے حاصل ہوتا ہے وہی قوت اور نتیجہ اون چیزونکا خاصہ کہلاتا ہے ۔

(۵) کلام

اس جگہ ہمکو دو باتین معلوم ہوئین (۱) جس شئے کا ہمیشہ ایکسان نتیجہ نکلتا ہے وہ اوس شئے کا خاصہ کہلاتا ہے ۔
(۲) قوت اور خاصہ اور نتیجہ یہ سب ایک ہی ہین ۔
ہمکو کسی قوم کی اصطلاح مین دخل دینے کا استحقاق نہین ہے اسلیے یہان لفظی بحث (جس کی وجہ سے یہ بیان سائنس کا ایک عظیم الشان معنے پیدا کرتا) سے قطع نظر کرکے معمولی تحقیق لکھدینا کافی ہی اور بحث اوسکی کسی اور موقع مین آئیگی ۔

یہان حکماے سائنس کی اس عبارت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض قوت کو بیان کرنا چاہتے ہین اور اوسی کی وضاحت منظور ہے اسلیے ہم قوت کے متعلق جو تحقیق علماے اسلام کے ہے اس سے کچھ باتین لکھتے ہین قوت سے مراد باعتبار اصل معنی وضعی لغوی کے ایک معنوی امر ہی جو حیوان مین موجود ہوتا ہی اوسکی وجہ سے حیوان کو اختیار ہوتا ہی کہ وہ افعال شاقہ کر سکے جو اکثر اوقات لوگون سے نہین ہو سکتے ہین اس معنی کے مبدء کو قدرت کہتے ہین جسکا حاصل یہ ہی کہ حیوان کا اس طرح پر ہونا کہ چاہے وہ کرے چاہے نہ کرے۔

لوازم سے اس معنی کی ہی کہ جس چیز مین یہ انفعال و تاثیر کر سکتا ہی اوسمین سہولت سے تاثیر و انفعال نہ ہوتا ہو پھر قدرت کو (جو اس معنی کا مبدء ہی) قوت کہنے لگی اور اوسکے لیے ضروری و لازمی ہی انفعال و تاثیر تھا اوسکو بھی قوت کہنے لگی قوت کا ایک وصف تھا تغیر مین موثر ہوتا اوسکا ایک

لازم تھا یعنی ممکن ہونا اسلیے کہ جب قوت والے کو یہ کہنا
صحیح ہے کہ چاہے کرے چاہے نہ کرے تو اوسکے کاموںکو
بھی کر سکتے ہین کہ چاہے ہون چاہے نہ ہون ہونا نہ ہونا
اونکا کوئی لازمی امر نہین ہے پھر لفظ قوت کو عام
طور سے اس وصف کے لیے بھی اطلاق کرنے لگے
اور اس لازم کو بھی کہنے لگے جو شئے تاثیر کرنے سے
صاحب قوت کے حاصل ہوتی ہے اور اوسکا وجود
ہوتا ہے اوسکو فعل کہنے لگے۔ قوت سے یہان
بظاہر مبدء تغیر مراد ہے اور اس معنے کے لحاظ
سے اوس کی چار قسمین ہین۔
(۱) نفس فلکیہ (جن کے نزدیک فلک کا وجود ہے
اون کے مذہب کے موافق) جو مبدء ہے ایک ہی
طرح کے فعل کا شعور کے ساتھ کہ جو اوس سے تاثیر
ہوتی ہے وہ ایک ہی قسم کی ہے کہ ہر وقت حرکت
کرتا رہتا ہے اور اوس کی حرکت اوس کے قصد

وارادے سے ہوتی ہی۔
(۲) نفس طبعیہ جس سے ایک ہی طرح کے فعل ہوتے ہین مگر بلا شعور کہ اوسکے تاثیر کرنے مین کوئی قصد اوسکا نہین ہوتا ہے۔
(۳) نفس حیوانیہ جس سے افعال مختلفہ صادر ہوتے ہین اور شعور بھی ہوتا ہے۔
(۴) نفس نباتیہ جس سے افعال مختلفہ صادر ہوتے ہین اور شعور نہین ہوتا ہی طرح طرح کے گل و بوٹے نکلتے ہین عجب عجب طرز سی بیل پھیلتی ہی کوئی ٹھنی کسی رخ جاتی ہے کوئی ٹھنی کسی رخ جاتی ہی یہ سب مختلف طریقونکی باتین اونسی ظاہر ہوتی ہین مگر کوئی قصد یا ارادہ اونکا نہین ہوتا ہی جس طرح سے کہ انسان یا اور حیوان اپنے ارادہ اور قصد سے اپنے کام کرتے ہین انسان کے اور حیوانات کے اعتبار سے ایک بات اور بھی زائد ہی کہ وہ اپنے نیک و بد کا شعور کرنے کے ساتھ جن اشیاء کو حواس سے وہ نہین جان سکتا عقل سے

ادراک کرلیتا ہی ممکن ہی کہ اور حیوانات مین بھی یہ ادراک موجود ہو گو ابھی تک اسکے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہین ہوا ہے اور تحقیق اسکے کہ خاصہ اور قوت ایک ہی ہے آگے بیان کرتے ہین یہان پر تمکو معلوم ہو گیا کہ خدا نے انسان مین ایسی قدرت رکھی ہی جسکی وجہ سے وہ جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے تو اب اُس سے کہنا کہ یہ کرو تمھارے لیے اچھا ہے اور یہ نہ کرو تمھارے واسطے بُرا ہی ضروری ہو گیا جیسا کہ شرع کا مقصود اصلی اور مدار اسی بات پر ہی اور اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

(۶) سائنس

طبعی اور مصنوعی یا بنائی ہوئی چیزین

گھر جن مین ہم بود و باش رکھتے ہین کپڑے جنکو پہنتے ہین کتابین جنکا ہم مطالعہ کرتے ہین اور دوسرے آلات جنکو کاروبار کی آسانی کے لیے ہم کام مین لاتے ہین یہ سب

مصنوعی چیزین ہین کیونکہ انسانی کاریگری نے اونکی ترکیب دی ہے اور اونکو عمدہ اور خراب جس طرح بنے ہین بنایا ہی
آفتاب ماہتاب - ستارے - ہوا - بادل - دریا - سمندر - پہاڑ - میدان - درخت - جنگل کی بوٹیان حیوانات اور بہت سی چیزین ایسی ہین جو انسان کے قبضۂ قدرت مین نہین ہین -
انسان اگر نہ بھی ہوتا تب بھی یہ چیزین جس طرح اب ہین اسی طرح ہوتین -
یہ چیزین طبعی کہلاتی ہین اور انکی خالق طبیعت ہی -
جب ہم کہین گے کہ لوہا اپنی طبیعت پر اس طرح موجود ہے تو اوسکا مطلب یہ ہوگا کہ لوہا خود ہی ایسا ہی اور اوسکا وجود و عدم طاقت بشر سے باہر ہے -

(۶) کلام

اس جگہ سائنس سے تمکو دو باتین معلوم ہوئین (۱) عالم مین دو قسمون کے اشیا ہین ایک مصنوعی جن مین قوت

بشری موثر ہو سکتی ہے دوسری طبیعی جن مین قوت
بشری تاثیر نہین کرتی ہے (۲) جو اشیا طبعی ہین
اونکی خالق طبیعت ہے۔
(۱) عالم مین دو قسمون کے اشیا رہین ایک مصنوعی
جن مین قوت بشری موثر ہو سکتی ہے دوسری طبعی
جن مین قوت بشری تاثیر نہین کر سکتی ہی۔
علمائے اسلام کے نزدیک عالم مین تین طرح سے ایجاد جاری ہے
(۱) ابداع کوئی شئے پیدا کی جائے بغیر کسی دوسری شئے
کی وساطت کے اور وہ عالم عدم سے وجود مین آئے بغیر
سبق مادہ کے جس طرح سے ابتدا عالم کی ہوئی ہی اور
جملہ عناصر پیدا کیے گئے ہین اسی طرح سے نظام عالم ہے
کہ وہ بھی عدم سے وجود مین لایا گیا ہی۔
(۲) خلق کوئی شئے دوسری کسی شئے سے پیدا کی جائے
جیسے عناصر سے انسان پیدا ہوا ہی بیج سے درخت پیدا
ہوتا ہے پانی اور مختلف اجسام سے پتھر کا وجود ہوتا ہے

نطفہ سے حیوان کے تخلیق کی جاتی ہی۔
(۴) تدبیر عالم موالید کہ مبدء فیاض اپنی حکمت کاملہ اور مصلحت بالغہ کے مقتضا سے نظام عالم کے برقرار رکھنے کے لیے حوادثات کرے جیسے ابر سے پانی برسے کہ زمین کی سیرابی کے لیے اور اوسکے روئیدگی کی تائید کے واسطے تاکہ انسان اور حیوانات پرورش پائین اور اجناس مختلف کھانے پینے کی حاصل کرین۔
یہ بات عقلاً اور مذہباً مان لی گئی ہے کہ عالم مین جسقدر انواع اجناس کے اشیا وہین سب کی ایک قوت و خاصہ ہی جیساکہ اوپر گزر گیا ہے توضیح کے واسطے دیکھو انسان کو کہ خاصہ اسکا بولنا بات کرنا سمجھنا معقولات کا ادراک کرنا سیدھے کھڑے ہونا پرون سے اور بالون سے چہرہ کا صاف ہونا ہے زہر کا خاصہ ہے کہ انسان کو ہلاک کر دے جو وقت وہ کھالیا جائے اور اوسکا خاصہ ہے کہ کسی چیز کا ادراک نہ کرے نہ تکلم مثل انسان کے کر سکتا ہی نہ جو بات اوسکے

تسا ضے کہی جاءے وہ سُن سکتا ہے زنجبیل کا خاصہ حرارت
یبوست ہی اسی طرح سے تمام امور مین انھین خواص کیوجہ سے
بعض اجسام بعض دوسرے اجسام مین تاثیر کرتے ہین
اور ایک دوسرے مین تغیر کا باعث ہوتے ہین فرق
اتنا ہے کہ انسان کا فعل جس شئے مین ہوتا ہے چونکہ شعور
سے ہوتا ہے اِس وجہ سے اوسکے کرنے کی نسبت انسانکی
جانب کیجاتی ہی اور دوسرے اور اجسام کے خواص اونکی
جانب نہین منسوب ہوتے ہین۔

زید نے بواسطہ تلوار کے کسی کو مارڈالا تو کہا جاتا ہے کہ زید
نے اوسکو ہلاک کردیا اوس نے لکڑی گرادی تو کہتے ہین
کہ زید نے اس لکڑی کو گرادیا ہے۔

زہر سے کوئی شخص ہلاک کردیا جاءے تو یہ نہین کہ سکتے ہین
کہ زید نے فلان کو مارڈالا ہوا سے درخت گر گیا یہ نہین
کہ سکتے ہین کہ ہوا نے گرادیا بلکہ بوجہ ہوا کے گر گیا۔
اسکا سبب یہی ہے کہ زہر کا کوئی ارادہ نہین نہ شعور

اسی طرح سے ہوا کی بھی کیفیت ہے برخلاف انسان کے
کہ وہ شعور دارارادہ سے کرتا ہی۔
انسان ابداع نہین کرسکتا ہے البتہ اوس سے تاثیرات
باعتبار خلق اور تدبیر کے ظاہر ہوتے ہین تو جو اوسکے
ارادہ اور شعور سے ہوتے ہین اون کی نسبت اوسکی
جانب ہوتی ہے اور جو بلا شعور و بلا ارادہ ہوتے
ہین اون کی نسبت اوس کی جانب نہین ہوسکتی
ہے بلکہ طبیعت انسانی کیطرفا اوس کی نسبت ہوتی ہی
تو انسان سے حقیقت مین مصنوعی اور طبعیٔ دونون
قسمون کے اشیار ظاہر ہوتے ہین۔
(۲) جو اشیار طبعی ہین اون کی خالق طبیعت ہی۔
تمکو ہمارے اوپر کے بیان سے معلوم ہوگیا ہی کہ جو چیزین
بلا شعور ہوتی ہین اون کے لیے یہ نہین کہا جاتا ہے
کہ اس شئے کو فلان شئے نے پیدا کیا ہے بلکہ اوس کی نسبت
طبیعت کے جانب ہوتی ہے اور مراد طبیعت سے یہان

قوت ہی کہ جبکو قانون قدرت کے مقنن نے نہایت استحکام اور حکمت بالغہ کے ساتھ خیر محض پر قائم کیا ہے اور جس مین کوئی تغیر و تبدل نہین ہے اور اوسی کی وجہ سے موافق اوسکی عالم مین تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے اور اسباب و مسببات کا سلسلہ اوسمین برابر جاری رہتا ہی جب تک اوس نظام کا باقی رہنا حکمت کے موافق رہے۔

(۷) سائنس

مصنوعی چیزین درحقیقت اشیاء طبعی ہوتی ہین

جن مین انسان کا کچھ تصرف ہوتا ہی

اشیاء کی تقسیم مصنوعی و طبعی ہر شخص آسانی سے کرسکتا ہی اور معمولی سی معمولی عقلین بھی مصنوعی اور قدرتی اشیاء مین تمیز کرسکتی ہین۔

حقیقت حال سے ہکو غافل نہونا چاہیے۔

درحقیقت تمام مصنوعی اشیاء طبعی اور قدرتی ہوتی ہین

جسمین انسانی ہاتھون نے ترکیب وتحلیل وتفریق یاکچھ
اور تصرف کیا ہو۔
انسان کو اتنی قدرت ہی کہ وہ بعض موجودات کی ہئیت
کو بدل سکتا ہی لیکن یہ طاقت اوسکو نہین ہی کہ وہ ورسی
چیز بھی نئی پیدا کرے۔
یہ امر باری تعالیٰ سبحانہ کے ساتھ مخصوص ہین۔
باری تعالیٰ نے ہر چیز کی طبیعت کو پیدا کرکے اوسکے خواص
اور قوتون کا اوسمین افاضہ کیا ہی۔
خود انسان ایک شئی طبعی ہے۔
انسان کی بھی چند طبعی قوتین ہین۔
انسان اپنی مخصوص قوتون کے ذریعہ سے اشیاء طبعی مین
تصرف کرکے اونمین ایک اور طبیعت پیدا کر دیتا ہو۔
اس صورت مین طبعی وہ چیزین مصنوعی کہلانے لگتی ہین
جب ہم کہتے ہین کہ فلان شخص نے خوان بنایا تو اوسکا یہ مطلب
ہوتا ہی کہ اوسنے لکڑی لوہا وغیرہ طبعی چیزین فراہم کرکے

خوان کی مخصوص صورت مین کردیا ہے۔
گھڑی کیا ہے۔ سونا۔ چاندی۔ تانبا۔ فولاد۔ جواہر۔
سنگ وغیرہ طبعی مادی ہین جنکو انسان نے یکجا کردیا ہے
کاریگر خود اشیاء طبعی ہین جنھون نے بعض اور اشیاء طبعی کے
خواص اور قوتین معلوم کرلین ہین۔ اور سلسلہ اسباب
و نتایج کی جستجو کرکے دوسری طبعی مادون کے مرکب وغیرہ
کرنے کے طریقے اس طور پر سیکھ لیے ہین کہ انسان کے
کارآمد ہون۔
بڑھئی اگر لکڑیون کے بعض خواص نہ جانتا ہوتا تو وہ
خوان اور صندوق وغیرہ کچھ نہ بنا سکتا۔
آہنگر اگر لوہے کی قوتون اور خواص سے ناواقف ہوتا
اور اوسے اس بات کا علم نہوتا کہ گرم کرنے سے لوہا
نرم ہو جاتا ہے اور سرد ہونے سے پھر سخت ہو جاتا ہی
تو ہرگز سنسی نہ بنا سکتا۔
معمار کو اگر چونے بالو اور پتھر کی خاصیتون کا علم نہوتا

تو اوسے گھر بنانیکی قدرت نہوتی۔
کسگر کو اگر مٹیون کی شناخت اور اونکے تاؤ دینے کا حال نہ معلوم ہوتا تو وہ لوٹا نہ بنا سکتا۔
ہر صنعت ہر کاریگری کے لیے بعض طبعی اسباب اور قوتون اور اونکے نتائج کا حال معلوم ہونا لازمی ہی۔
جسقدر طبعی مادون کے خواص اور قوتون اور اونسے کام لینے کے طریقون اور اونکے نتائج کا اور انپر اور اپنے ابناء جنس کے کارآمد بنانے کے طریقون کا زیادہ علم ہوگا اوسی قدر صناعی اور کاریگری مین درستی ہوگی صناعت اور دستکاری کی ترقی امور طبعی کی علمی ترقی پر موقوف ہے۔

(۷) کلام

یہان چند باتین معلوم ہوئین (۱) اصل مین انسان خود بھی ایک طبعی چیز ہے (۲) انسان کو اشیاء طبعی کے پیدا کرنے کا اختیار نہین ہے البتہ تصرف کر سکتا ہے

(۳) اصل مین اشیار کا پیدا کرنے والا باری تعالیٰ ہے
خود انسان کو اوسی نے پیدا کیا ہی (۴) امور طبعی کے جاننے
سے بہت فوائد ہوتے ہین جو بدون جانے نہین حاصل
ہو سکتے (۱) اصل مین انسان خود بھی ایک طبعی چیز ہی۔
عالم کون مین کوئی شئے ایسی نہین ہے جس پر تاثیر دوسرے
موجودات کے طبیعت کی نہ پڑتی ہو۔
آفتاب نکلتا ہی تو گرمی ہو جاتی ہے ہمسے بعید ہوتا ہی
سردی کا موسم آجاتا ہے نزدیک ہوتا ہے خط استوا پر
آتا ہے گرمی بشدت پیدا ہونے لگتی ہے بخارات اٹھکر
پانی برستا ہے زمین پر پانی برسنے سے روئیدگی ہوتی
ہے غذائین پیدا ہوتی ہین مختلف مزہ کے پھل رنگ
برنگی پھول بوٹے پیدا ہوتے ہین انسان اون سے
فائدہ اوٹھاتا ہے مگر انکو پیدا کرنے کی طاقت اوسکو نہین
ہے بلکہ انسان خود بھی اسباب طبعی کی پابندی سے
پیدا ہوتا ہے اسکی قدرت مین یہ نہین ہے کہ خود ایک

دوسرے کو بغیر پابندی اسباب طبعی کے پیدا کرے جسطرح سو
تجھ کی مورت بناتا ہی تصویر کھینچتا ہے ۔
خداوند عالم نے اپنے کلام مین انسان کی تخلیق کو اسطرح پر
بتایا ہے کہ وہ پہلے مٹی سے پیدا ہوا جس طرح سے تم دیکھتے
ہو کہ مختلف جانور پیدا ہوتے ہین پھر اوس سے
توالد و تناسل کا سلسلہ اس طرح پر جاری کیا کہ اونمو
بھوک پیاس معلوم ہوئی اوس سے نمو و تغذیہ ہوتا یا
یہانتک کہ جوہر لطیف مادہ حیات کا پیدا ہوا اور وہ ایک
مدت تک رحم مین رہا مختلف اسباب طبعی کے باعث
خون گوشت ہڈیان بنتی رہین تا انکہ تامہ الخلقہ انسان
بنگیا پھر جو صورت موافق طبیعت نطفیہ کے تھی اوسمین
آگئی اور مبدء فیاض سے وہ امر جسکی وجہ سے اور اشیا سے
اوسکو امتیاز ہے حاصل ہوگیا زندہ ہوکر باہر آیا اور
اسباب طبعیہ کے چکر میں پڑکر مختلف حالات اور سوانحات کا
مجموعہ ہوگیا اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ انسان خود

ایک شئے طبعی ہو مصنوعی نہین ہو اسمین کسی کو کیا کلام ہوگا۔

(۲) انسان کو اشیاء طبعی کے پیدا کرنے کا اختیار نہین ہے بلکہ اوسمین تصرف کر سکتا ہے ہمارے اوپر کے بیان سے (دیکھو صفحہ ۹۵) تمکو معلوم ہو چکا ہے کہ انسان ایجاد کو بالکل کر ہی نہین سکتا ہے اور خلق و تدبیر جو اوسکی قدرت مین ہی بھی اوسکو اگر غور سے دیکھو تو حقیقت مین پیدا کرنے کے (عدم سے وجود مین لانے کی) کوئی صورت نہین ہے بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت کی جانب استحالہ و تغیر ہو جاتا ہے اسی وجہ سے قرآن مین خدا فرماتا ہے کہ اگر ایک مکھی بھی کوئی بنانا چاہے تو اوسکو خود نہین بنا سکتا ہے۔

یہان یہ شبہہ ہوتا ہے کہ انسان تتلیان بنا لیتا ہی اسطرح سے کہ کملہ کو ایک مدت تک رکھہ چھوڑتا ہی اور وہ تتلی ہو جاتی ہے مگر غور سے دیکھو تو یہ تمھارا کام نہین ہی کہ وہ تتلی ہو جائے

بلکہ ایک مدت تک رکھنا اور وہان اسباب طبعیہ کا مجتمع ہونا اس کے وجود کا باعث ہوا بلکہ یون کہو کہ صرف تغیر صورت مین ہوگیا ہے کے صورت بدل گئی ہی اور جو صورت اوسکی طبعیت کا مقتضے ہے وہ اوسمین پیدا ہوگیا ہے۔

(۳) اصل مین تمام اشیاء کا پیدا کرنے والا تعالے ہے سے کہ انسان کو خود اوسی نے پیدا کیا ہے یہ بات تو عین شریعت ہی کہ اس عالم ممکنات کا موجد اور اوسکا خالق باری تعالی ہی اور اوسی نے یہ تمام اسباب طبعی اور اوسکے آثار پیدا کیے ہین اور برابر پیدا کرتا رہیگا انسان کو بھی اوسی نے پیدا کیا ہی جابجا قرآن پاک مین اوسنے اپنے پیدا کرنے کو بیان کر دیا ہی۔

اس پر دلیل کہ وہ ہی پیدا کرنے والا ہے معمولی سمجھ کے لیے تو ہمنے بیان کر دی ہی کہ ممکن کے دونون جانب برابر ہوتے ہین تو اوسکے لیے ضروری ہی کہ کوئی ایسی شئے

ہو جو ممکن کے اوصاف نہ رکھتے ہو اور اوسکو ترجیح دینے کی
قدرت ہو یہ ظاہر ہے کہ وہ سوائے واجب الوجود کے
اور کوئی نہین ہے اگر وہ علت جس نے تمام عالم کو پیدا
کیا ہے ممکن ہوتی تو اوس کی ترجیح کے واسطے بھی کسی
شئے کی حاجت پڑتی ۔

تمکو کوئی شک وجود صانع پر نہ ہونا چاہیے اگرچہ کچھ لوگ
اوس کی مخالفت بھی کرین کیونکہ ایک بہت بڑا گروہ انسانکا
اوسکے وجود کا مقر ہے ۔

کسی جلسہ مین یا کوئی کمیٹی مین تمھین شریک ہونے کا
اتفاق ہوا ہوگا اور وہان اختلاف بھی پیش آیا ہوگا اُسکی
دفع کرنے کی فکر بجز اسکے اور نہین ہے کہ غلبہ آرا پر فیصلہ
کیا جائے اسی طرح سے اس مسئلہ مین بھی تمکو اصول قائم
کرنا چاہیے ۔

تم کہہ سکتے ہو کہ زیادہ تر کم عقل اور جاہل لوگ ہوتے ہین
عقلمند کا گروہ بہت کم ہوتا ہے تو چاہیے کہ پیروی تھوڑے

گروہ کی کی جائے کیونکہ وہی عاقل ہونگے مگر یہ کہنا تمھارا
کوئی باور نہ کریگا اِس وجہ سے کہ عقلار کا سلمہ قاعدہ
اسکے خلاف ہے کسی کی رائے اس طرف نہ جائے گی کہ جسطرف
ہزارون آدمی ہون اوس قول کو چھوڑ کر جسطرف تھوڑے
آدمی ہون اوسکو تسلیم کرین -

ہمکو اسوقت بہت اچھا موقع ملیگا کہ ہم کہین کہ یہ بھی مسلم ہے
کہ عقلار مین اکثر متوسط درجہ کی عقل والے ہوتے ہین
اور جو بڑے عاقل ہین وہ ہزارون اور لاکھون بلکہ کرورون
مین ایک ہی آدہ ہوتے ہین تو چاہیے کہ جس مجلس مین
ایک آدمی ایک بات کہے اور سب ایک طرف ہون تو
اوسی کا قول ماننا چاہیے کیونکہ وہ تمھارے قاعدہ کی
بنا پر اعلی درجہ کا عاقل ہوگا -

دلائل وجود صانع پر بہت ہین اور ہم اپنے دوسرے
اور تیسرے اور چوتھے حصہ کلام مین اونکو بیان کرینگے
یہان تمھارے سمجھانے کے واسطے اسقدر کافی ہے -

(۵) امور طبعی کے جاننے سے بہت فوائد حاصل ہوتے
ہین جو بدون جانے نہین ملسکتے ہین ۔ شہد کی مکھی کو
اوسکی طبیعت نوعی آمادہ کرتی ہی کہ وہ ایک جگہ جمع ہون
اور چھتا لگائین اور شہد ہو اسی طرح سے چڑیان ہین
کہ اونکی طبیعت کا مقتضے ہی کہ وہ دانہ تلاش کرین پانی
ڈھونڈھین اونکو اسکا بھی الہام طبعی ہوتا ہی کہ بلی کو
یا اور کسی موذی جانور کو دیکھکر اُڑ جائین اپنی حفاظت
کرین شکاری سے خائف ہون اسی طرح سے بہت فوائد
ہین جو ہر حیوان کی طبیعت نوعی کا مقتضے ہوتے ہین ۔
انسان بھی اس قاعدہ سے مستثنے نہین ہی اوسکو بھی
طبیعت نوعی کی مقتضی سے بھوک پیاس خواہش جماع ہوتی
ہے دھوپ سے گرمی مین بچتا ہے سردی مین گرم کپڑے
پہنتا ہے گرم اشیا طلب کرتا ہے ۔
جو باتین مقتضے طبیعت کا ہوتی ہین اون مین سب افراد
برابر ہین سب کو الہام طبعی سے علم ہوتا ہی کون نہین سمجھے

جو موسم گرما مین سرد پانی کا خواہشمند نہین کسکو بھوک نہین لگتی ہے کسکو نہین معلوم ہے کہ بھوک کسی کھانے والی چیز کے کھانے سے دفع ہو جاتی ہے ہان وہ شخص جسکو طبیعت نوعی مین نقصان پیش آگیا ہے اور وہ بدلگئی ہے جیسے مجنون وہ البتہ ان باتون کو ادراک نہین کرسکتا ہے یہ الہام طبعی اگر حیوان مین نہ ہو تو وہ کسی طرح سے زندہ نہین رہسکتا ہی اور وہ کسی ضرر کو اپنے سے دو نہین کر سکتا ہی نہ کسی نفع کو حاصل کر سکتا ہی۔

انسان کو با وجود اس الہام طبعی کے چند امور اور بھی فطرت سے حاصل ہوے ہین جیسے وہ دوسرے حیوانات سے سبقت لیگیا ہے جانورون کو تم نے دیکھا ہے کہ وہ ایک ٹھنی سے دوسری ٹھنی کے اوپر اڑ جاتے ہین اونکے اڑنے کی وجہ بجز اسکے اور نہین ہوتی ہے کہ وہ اپنی فطرت نوعی کی کسی مقتضے کے لیے یہ حرکت کرتے ہین مثلاً اونکو بھوک معلوم ہوتی ہے وہ دانہ تلاش

کرنے کے لیے اُڑ جاتے ہین پیاس لگتی ہے پانی کے لیے پرواز
کرتے ہین اور انسان بسا ایسی حرکات محض مقتضای
طبیعت سے نہین کرتا ہے بلکہ اوسکی فطرت مین جو ایک
جوہر عقل کا دیا گیا ہے اور جس کی وجہ سے وہ کسی
امر پر رائے قائم کر سکتا ہے اوسکے باعث سے حرکت
کرتا ہے مثلاً اوسکی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایک جگہ
جمع ہو کر رہین اور قوانین تمدن اور سیاست مدن
کا پابند ہو کر امن و امان بدون اسکے قائم ہونا دشوار
ہے اوس نے ادراک کر لیا ہے کہ بنی نوع انسانی کو
عیش و حیات مین ایک دوسری کی احتیاج لازم ہے
اور اختلاف ارا کی وجہ سے فساد کا بھی خوف ہے کسی
حاکم کے بدون وہ فساد رفع ہونا دشوار اگر فساد نہ
دفع ہو تو وہ منجر انسداد نوعی کی جانب ہو جائے
اسی طرح سے اوسکی خواہش ہوتی ہے کہ اوسکی درستی
اخلاق کی ہو وہ مہذب بنایا جائے آرام و آسائش حاصل

کرے لوگون کی نظروان مین وجاہت پیدا ہو اسی قسم کے
بہت سے امور ہین جنکو مقتضے طبیعت کا نہین کہہ سکتی ہین
اور اوسکو انسان محض اپنی رائے سے اختیار کرتا ہی۔
انسان کو ایک امر یہ بھی حاصل ہے کہ اوسکی خواہش
ہوتی ہے کہ وہ اچھے کپڑے پہنے خوبصورت سے شادی
کرے لذیذ کھانا کھائے اس قسم کے بہت سے اشیا کا وہ
طالب ہی جو دوسرے حیوانات کو درکار نہین ہین کیونکہ
اونکی طبیعت نوعی کا مقتضے نہین ہی انسان مین بعضے
وہ ہین جنکو ان سب باتون کی خواہش تو ہوتی ہے
مگر اوسکے حاصل کرنے کے اسباب کو وہ مہیا نہین
کر سکتے ہین بعضے ایسے ہوتے ہین جنکو الہام طبعی یا قوت
عقلی کی وجہ سے ایسے اسباب کا علم ہوجاتا ہی جن کی
وجہ سے وہ اپنی خواہشات کو پورا کر سکتے ہین اور جنکو
دیکھا دیکھی وہ عاجز بھی اپنا کام نکال سکتے ہین جنکو
اونکی ایسی قوت نہین ہے اور بقدر علم و تجربہ کے

وہ ان اسباب مین اپنی خواہش کے موافق تصرف کر لیتے ہین۔

کسی شخص کو بھوک معلوم ہوئی اوسکی طبیعت نوعی کا مقتضے اوسکو بتا دیتا ہے کہ بھوک کیونکر دفع ہوتی ہے یعنے کھانے کی فکر اوسکو پیدا ہوتی ہی کھانے کی تلاش کے لیے وہ یا تو خود عقل اوسکی رہبر ہوجاتی ہی یا کسی ابنا رجنس سے اوسکی تلقین ہوتی ہی کہ وہ غذا کہین حاصل کرتا ہے پھر اگر اوس نے اسی طرح سے وہ غذا کھائے تو گو بھوک جاتی رہے مگر طرح طرح کے نقصانات اوسکے جسم مین عارض ہوگئے اسوجہ سے اوسکی عقل نے خواہ بلا واسطہ یا بواسطہ اپنے ابناے جنس کے پکانے کا طریقہ ادراک کرکے اوس ضرر کو دفع کردیا اپنی خواہشات کی بنا پر اوسکے لذیذ کرنے کی بھی فکر کرلی۔ ہماری اس بیان سے تمکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ جب تک علم اشیار کا نہین ہوتا ہے اور اونکو دیکھنے

اغراض کے موافق نہین کرلیتاہے اُس وقت تک
اوسکو اور حیوانات سے کوئی امتیازی حق حاصل
نہین ہے کیونکہ محض کھانے پینے کو جاننا اور مقتضی طبعی
سے جو باتین حاصل ہوتی ہین اونکو اختیار کرنا
یہ اوسکے ساتھ مخصوص نہین ہے اوسکے ساتھ
مخصوص بات یہی ہے کہ وہ اسباب کا علم حاصل
کرے اور وہ اپنے اغراض کے موافق مسببات کو
اونسے استخراج کرے۔
اسی وجہ سے خدا نے ہمکو اپنے مصنوعات مین جابجا
فکر کرنے کو ارشاد فرمایا اور یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ یہ سب
تمھارے لیے ہمنے پیدا کیا ہے اس سے تمھین نفع اوٹھا
سکتے ہو بعضے اکابر فرماتے ہین کہ اللھم ارنا حقائق
الاشیاء کما ھی علیھا ہم اس امر کو جب غور سے
دیکھتے ہین اور ہماری فکر کو ان مصنوعات مین ترقی
ہوتی ہے تو اون کے مبدع اور خالق کے عظمت ایسی

کچھ ذہن نشین ہوتی ہے جو اوس کے قبل نہین
میسر آسکتی ہے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ حکیم ہے
کہ اوس کے مصنوعات مین حکم دقیقہ مخفی ہین وہ قادر
ہے جس نے ایسے قوانین قدرت مقرر کیے ہین جنہین
کسی کو دخل دینے کی گنجائش نہین وہی انجرات
سے پانی پیدا کرتا ہے اور اوسی پانی سے غذائین
اوگاتا ہے اور اوسکو ہمارا جزو بدن کرکے خون
پیدا کرتا ہے جس سے حیات پاتے ہین سعدی
فرماتے ہین۔

ابر باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار
شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرمان نبری

(۸) سائنس

بہت سے اسباب اور قوتین اور امور طبعی اور اونکے نتائج طاقت بشر سے باہر ہین یعنی انسان اونھین اپنے قبضہ قدرت مین نہین لا سکتا ہی منجملہ اشیاء طبعی کے بعض پر ہمین کسی قدر قدرت حاصل ہی اور اونکو کام مین لا سکتے ہین اور جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہی اونکو ایک حد تک اپنا تابع حکم کر سکتے ہین ۔

انجن کے ذریعہ سے انسان پانی کو بھاپ بنا لیتا ہی اور اوسے بند کر کے اوس سے کلین اور ٹرینین وغیرہ چلاتا ہی ان اشیاء طبعی اور اونکی قوتون اور نتیجون اور اسباب کا بڑا حصہ ہمارے دست قدرت سے باہر ہی ۔

یہ اشیاء تمام بنی نوع انسان کے خلاف و علی الرغم بھی ہوکر رہتے ہین ۔

آفتاب طلوع و غروب ہوا کرتا ہی ۔ چاند ہلال و بدر بنکر جہان مین

آجایا کرتا ہے ۔
فصلین یکے بعد دیگرے آیا کرتی ہین ۔
سرما و گرما و بارش و صفائی مطلع سکون و مانسون برابر ہوتے رہتے ہین ۔
سمندر پر ہواؤن کے اثر سے جزر و مد ہوا کرتا ہے اور بہت سی جاندار حیوانات و نباتات بڑھتے گھٹتے اور پراگندہ ہوتے رہتے ہین ۔
کسی شخص کو کیا تمام انسانون کو بھی ذرا سا بھی اختیار انپر نہین ہے ۔
کبھی گرد و باد تہلکہ مچایا کرتے ہین ۔ زلزلے کبھی ستم ڈہایا کرتے ہین کبھی بجلی جلاتی اور سیلاب بہالیجاتے ہین ۔ اور ہمکو اونکا مقابلہ کرنیکی کوئی سبیل نہین ملتی ۔
پھر ایسا سال آتا ہے جسمین دل مارے خوشی کے پھولے نہین سماتے ہین اور تمام حیوانات آسودگی اور اطمینان سے بسر کرتے ہین ۔

پھر خشک سالی یا وبا آتی ہے اور ہزارون انسان وحیوان
بیماری وبھوک سے مر جاتے ہین۔
یہ تمام امور طبعی انسان کو لڑکون کی طرح کٹھپتلی کا ناچ
نچاتے ہین۔
انسان اپنی علمی ترقیون سے ان قوئی طبعی کے بعض مضرتون
سے محفوظ ہو سکتا ہے اور ایک حد تک اونپر قادر ہو کر اون سے
نفع اوٹھا سکتا ہے لیکن جبتک انسان مین جہالت طبعی
رہیگی یہ قوتین اوسپر غالب رہینگی اور اوسے اونپر تسلط
نہ حاصل ہو گا۔

(۹) سائنس

اسی قول کے متعلق چند مثالین

بجلی اکثر لوگون کو ہلاک اور اون کے کاروبار کو برہم کردیا
کرتی ہے۔ لیکن جیسے کچھ لوگون نے اس مادہ کے خواص
معلوم کر لیے ہین او نھون نے بجلی کے تار بنائے ہین۔

یہ تار مکانات سے برقی مادہ کو ہٹا دیتے ہین اور مکانات اسکے صدمہ سے صحیح و سالم رہتے ہین۔

تار برقی ایجاد ہوئی ہو جس سے چشم زدن مین دور دراز مقامات مین خبر پہونچ جاتی ہو۔

ٹیلیفون سے تم اون لوگون کی بات سن لیتے ہو جو دور دراز شہرون سے تمسے ہمکلام ہوتے ہین۔

بعض مادون کے خواص اور جسم انسان پر اونکی کیفیت معلوم ہو جانے سے بہت سی بیماریون سے شفا حاصل ہوتی ہے اور بہت سی سموم کا دفعیہ ہوتا ہے جو اس سے پہلے ناممکن تھا۔

آفتاب ماہتاب ستارون کی حرکت ہماری قبضہ مین نہین ہے۔ لیکن ان کی حرکتون کے قاعدہ معلوم ہو جانے کی وجہ سے ہمین پیشتر سے اِن کے متعلق واقعات کا علم ہو جاتا ہے۔

دسفر سمندر یا بیچ جنگل مین جہان کہین ہم ہون چاند سورج

اور ستارون کی گردش سے ہمکو پتہ چل جاتا ہے کہ ہم سطح زمین کے کس مقام پر اور کتنے فاصلہ پر ہین -

کھیتون مین درخت ہم نہین اوگا سکتے ہین لیکن بعض معلومات کے حاصل ہونے سے اور کاشت کے مفید و مضر و اصلاح کے وسائل معلوم ہو جانے کی وجہ سے زراعت کے مناسب زمین ہم جان لیتے ہین -

اسیطرح پر اور امور کو قیاس کرو -

غرض ہمارا دائرہ علم جتنا وسیع ہوتا جائیگا اوتنا ہی امور طبعی پر ہمارا اقتدار بڑھتا جائیگا -

(۸-۹) کلام

یہان تمکو معلوم ہوا کہ انسان کی قدرت مین گو بہت سے امور طبعی نہین ہین مگر وہ علم طبعی کی ترقی سے بہت کچھ اوسمین تصرف کرکے اپنے تابع کر سکتا ہے یعنے اوسکو مرضی کے موافق اپنی بناتا ہے یا دفع ضرر کرتا ہے یا نفع اوس سے حاصل کرتا ہے -

ہمارے اوپر کے بیان سے اور سائنس کے اِن بیانات
سے تمکو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ انسان کو علم طبعی
مین صرف تصرف کا وہ بھی تھوڑا اختیار دیا گیا ہے
اور اونھین امور کو نئے سرے سے تو بالکل بنانے کا
اوسے اختیار ہی نہین ہی بسا تصرف بھی اوس سے
مشکل بلکہ محال ہو جاتا ہی۔

انسان ہرگز وہ امر نہین کر سکتا ہی جو قانون طبعی کے
خلاف ہو بلکہ وہ سبب خفی جان کر کے اوس سے جو نا واقف
ہین اون کے اعتبار سے اپنے نزدیک تھوڑا تغیر دیدیتا ہے
اسکو مثال مین سمجھو۔

ایک گڑہا کھدا ہوا ہو اور اوسمین خوب دہکتی ہوئی
آگ بھی موجود ہی اوس پر مدت دراز گزر جائے
جس کی وجہ سے کوڑا اور کرکٹ ایسا جمع ہو کہ آگ
نہ دکھائی دی مگر ہوا جانے کا رستہ باقی رہے کہ آگ
اندر ہی اندر مشتعل ہوتی رہے پھر اوس پر سے ایک

ناواقف جانا چاہے تو وہ بلاکسی تحفظ کے نکلنے کا ارادہ
کریگا آگ کسی طرح سے اوسکو نہ چھوڑے گی دوسرے نے
خواہ اوسکو دیکھکر خود پہلے سے وقفیت حاصل کرکے
پھرتی کی اور سبک روی سے چلا گیا آگ کی گزند سے
بچ گیا۔ یا اوس پر پڑا یا اور کوئی بند باندہکر اوسپار ہوگیا
ان دونون شخصون کو بالکل متضاد امور پیش آئے
کہ ایک کو آگ نے جلایا اور دوسرے کو آگ نے نہ جلایا
مگر حقیقت مین ان دونون امرون کے پیش ہونے سے
کسی قاعدہ طبعی کی مخالفت نہین ہوئی آگ اوسی طرح
انسان کی دشمن رہی اوسکے جملہ اوصاف بحالہ باقی رہی
خاک اوپر سے جو ڈہک گئی تھی وہ بھی اپنے آثار کیساتھ
دونون حالتون مین باقی رہی ؛
اگر غور کرو تو اسباب طبعی کے باعث سے دونون کو یہ
دو باتین پیش آئی ہین پہلے نے اس زد سے پانون
رکھا جسکو وہ گھورا روک نہین سکتا تھا مقتضے امر طبعی

یہی تھا کہ جل جائے دوسرے مین وہ اپنے کو ہلکا کر کے
اس طرح سے گیا کہ اگر وہ آگ مین گر جاتا تو قواعد طبعی کے
خلاف ہوتا اوسکے اور آگ کے درمیان ایک حاجب
(جسکی قدرت مین اپنے اوپر کی چیز کی حفاظت ہی)
موجود تھا جس سے وہ نہین جلا پھر بھی بعض امور ایسے ہین
جن مین کوئی چارہ نہین ہے زلزلہ آتا ہے اوسکے آنے
کے پہلے سے خبر بھی ہو جاتی ہے بھاگنے کا بھی خیال
ہوتا ہے اور وہ اوسکے دفع کرنے کے اسباب طبعی ہین
سب کچھ اپنے قدرت کے موافق عمل مین لائے جاتے
ہین مگر وہان کچھ ایسے اسباب فطرت کی جانب ایسے
درپیش ہو جاتے ہین کہ وہ سب کردار اکارت ہوتی
ہے۔ آب و ہوا جب خراب ہوتی ہے تو اوسکے دفعیہ کے
قوانین و قواعد سبھی عمل مین لائے جاتے ہین مگر فوری
امور ایسے پیش آتے ہین کہ وہ سب قوانین تلف ہو جاتے
ہین اس طرح سے بہت صورتین تم نے دیکھی ہین جن

کوئی چارا نہین ہوتا ہے خود انسان جانتا ہی کہ یہ امر
اسوجہ سے پیش آیا ہے اور اوسکا یہ دفعیہ ہی مگر دست رس
اوس دفعیہ پر نہین ہوتا ہے یہان پہ مختصراً ہم ایک اور
مسئلہ کی جانب بھی تمکو متوجہ کرتے ہین جو اکثر تعلیم یافتہ
گروہون مین بہت کچھ بحث مین لایا جاتا ہے وہ مسئلہ
جبر و قدر تقدیر تدبیر کا ہے علمائے اسلام نے بہت کچھ
اوسکو صاف کردیا ہے خصوصًا حضرت امام ابو الحسن اشعری
اور امام ابو منصور ماتریدی نے (یہ دونون امام تمام
اہلسنت وجماعت کے عقائد مین پیشوا ہین بلکہ اہلسنت
وجماعت اوسی شخص کو کہتے ہین کہ جو انکے طریقہ پر عقائد
مین ہو یا حضرت امام احمد حنبل کی اوس نے عقائد مین
پیروی کی ہو اور جو ان تینون کی طریقہ پر نہین ہی
وہ حقیقت مین اہل سنت وجماعت سے خارج ہی جس
گروہ کے عقائد اوسنے اختیار کیے ہین اوس گروہ مین سے
ہے اگر کسی کے بھی عقیدہ تمین نہین تو وہ خاص ایک

طریقہ جاری کرنے والا ہی اوسکی پیروی سے ہم اہلسنت
کے جرگے سے ضرور خارج ہو جاینگے اگرچہ زبان سے ہم انہی
کو اہل سنت مین شمار کرین کیونکہ اہل سنت کسی گروہ
یا ملک کا نام نہین ہے بلکہ مذکورۃ الصدر ائمہ ثلثہ کے ہم
خیالونکا نام ہے۔ بہت خوب اس مسئلہ کی توضیح کی ہے
چونکہ سائنس کا بیان بالا بھی اس مسئلہ کے سمجھنے مین بہت
بہت کچھ مفید ہو گا اسوجہ سے ہم اوسکے متعلق اس جگہ
تھوڑی تقریر کرتے ہین۔
کوئی شک نہین ہے کہ جب تم چاہو تو تمھارے کہنے سے
لوہار تلوار بندوق اور ہتھیار بنادے اسی طرح سے سنار
زیورات ڈھالدے اور جسوقت وہ بنا کر لائے تو تم اوسکو
انعام دو اگر تمہاری مرضی کے موافق بنائے ورنہ اوسپر
ناراض ہو اوسکو اوسکی غلطی کی وجہ سے انعام کا مستحق
تو در کنار اولٹے سزا کا مستوجب کرو اسکی کیا وجہ ہی صرف
یہی اس کا سبب ہی کہ اوسکو اختیار تھا کہ وہ اوسنے پوری کی

صورت کو تمھارے مرضی کے موافق کرسکتا تھا اور اُس نے
نہ کیا یہ یاد رکھو کہ سبب نہ کرنے کا کوئی نہ کوئی سبب طبعی
ہے خواہ اوسکے جثہ کے کمزوری ہو یا اوسکے خبث باطنی
یا کسی اوزار کا نکما ہونا اسی طرح سے جتنے وجوہ ہونگے وہ سب
امور طبعی سے خارج نہونگے اگر وہ زیور خراب کردے اور تم
اوس پر غصہ کرو تو کوئی بھی تمکو ملامت کریگا ہم تو یہی
کہینگے اور جو تمھارے دوست ہین کہ فی الواقع اس نے
بہت بُرا کیا بہت زائد نیک نفسی کو کام مین لائینگے
تو تم سے اوسکی شفارش کرین گے مگر اوسکو مجبر مضطر
قرار دین گے۔

اب غور کرو کہ اوس نے کیا کیا اور اوسکے کیا اختیار مین
تھا وہ سونا بنا نہین سکتا تھا اوسکو توڑ نہین سکتا
تھا پگھلا نہین سکتا تھا لیکن امور طبعی ایسے جمع کرسکتا
تھا جس سے یہ سب باتین ہوجاتین اگر وہ امور نہ جمع
ہوتے تو وہ کچھ نہین کرسکتا تھا اوسکا اختیار اوسوقت

بالکل بیکار تھا۔

یہ خوب سمجھ لو کہ تم نے جو کچھ اوسکو مزدوری دی یا انعام عطا کیا اوسکا مستحق وہ اونھین اپنے افعال کا تھا جسکا اوسکو بظاہر اختیار ہے (امور طبعی مین تصرف کر کے تمھارے مرضی کے موافق ایک صورت بنا لی گئی جسکی موجود ہونے کا باعث بادی النظر مین یہ شخص ہی) خود امور طبعی پر وہ نہ مستحق عوض کا ہے نہ مستحق خفا ہو جانے کا ہے۔

اس سے تمکو معلوم ہو گیا ہو کہ انسان جن امور سے مستحق ثواب وعقاب کا ہے وہ اوسکی قدرت مین ہین اور جنکی اوسکو قدرت نہین ہو اوس سے کسی بات کا استحقاق اوسکو نہین ہی۔ وہ ضرور لاچار ہی کہ قواعد طبعی کے خلاف نہین کر سکتا ہی مگر اوسے بیشبہہ اختیار ہی کہ اوسمین تھوڑا تصرف کر سکتا ہے اون وسائل کو اگر وہ حاصل نکریگا اور محض امور طبعی کی خود روحرکت پر قانع رہے گا تو وہ کسیطرح سے

مستحق مدح کا نہین ہے۔

تم یہ بھی اچھی طرح سے جان گئے ہو گے کہ اوسکا اختیار اصل مین تابع قوانین طبعی کے ہے تاہم اوسی پر تم اوسکو مستحق عذاب وعقاب کا سمجھتے ہو۔

اگر کوئی شخص پھسل کر گر پڑتا ہے تو تم اوس پر رحم کھاتے ہو یہ کیون اوسکے شعور اوسکے ارادہ اوسکے اختیار سے یہ ضرر اوسکو نہین پہونچا ہے تو اوسکی تکلیف موجب رحم ضرور ہی اوسکا یہ گرنا بالکل امر طبعی کی جانب منسوب ہوگا اسکی جانب اوسکے نسبت نہین ہوسکتی ہے نہ حقیقتہً نہ مجازاً بظاہر تمھارے سامنے ایک شخص چھت پر چڑھگیا یا لب دریا جا کر اوس نے تم سے کہا کہ مین کود پڑتا ہون اور وہ کود پڑا تو تم اوسپر کسقدر ملامت کروگے اسکی وجہ یہ ہے کہ اوس نے اپنے ارادہ اور شعور سے اپنے اختیار سے یہ امر کیا اسکی نسبت اوسکی جانب ہوگی اور وہ اپنے ضرر پہونچانے کا خود باعث

سمجھا جائے گا گویہ سب اسباب طبعی کے مجتمع ہونے
سے واقع ہوا ہے یاد رکھو رسول نے تمھارے
ارشاد فرمایا ہے کہ توکل کرو اور اونٹ کے پیر کو
باندھو یعنے اسباب کے خلاف نہ کرو اسباب مہیا
کرنے کی فکر ضرور کرو معلوم ہوا کہ یہ اختیار مین ہے
لیکن پھر اگر نہ ہو تو یہ امر طبعی کا باعث ہی ناچار
اوسی پر بھروسہ کرنا پڑیگا ہم تمھین سمجھانے کے واسطے
کہتے ہین کہ یہ تغیر صورت جو انسان سے ظاہر ہوتا
ہے یہ تو اوس کے اختیار کی دلیل ہے اور اُسکو
اسی وجہ سے تدبیر کرتا ہے اور یہ قانون قدرت
اوس کے اختیار کو تابع کیے ہے یہی بمنزلہ تقدیر
کے ہی زیادہ توضیح سے ہم پھر تم سے کسی جگہ آگے
بیان کرین گے ۔

(۱۰) سائنس

طبیعت کا ایک قاعدہ مقررہ ہی عرضاً کوئی شئی نہین ہوتی ہے۔ امر اتفاقی کا درحقیقت وجود ہی نہین ہے۔ ہر شئی کا قاعدہ مقررہ پہ ہوا کرتی ہی۔

ورطۂ جہالت سے نکلکر علم و معرفت کے میدان ترقی مین آنیکے بعد یہ دیکھنا ضرور ہے کہ اکثر امور طبعی ایک روش اور ایک ترتیب اور ایک معین طریقہ پر ہوا کرتے ہین۔ اکثر اسباب سے وہی نتیجہ نکلا کرتا ہے جو پہلے نکل چکا ہی نیا نتیجہ نہین نکلتا ہے۔

آفتاب ہمیشہ مشرق سے طلوع ہو کر مغرب مین غروب ہوتا ہے۔

چاند ہمیشہ ایک ہی طور پر ہلال و بدر بنکر محاق زمین آجاتا ہے۔

ہمیشہ بہار کے بعد گرمی گرمی کے بعد خزان خزان کے بعد جاڑا آتا ہے۔
دریا ہمیشہ اوپر سے نیچے کیطرف بہتے ہین۔
بھاپ ہمیشہ نیچے سے اوپر چڑھتی ہی۔
آگ ہمیشہ جلا دیتی ہے۔
جو بونے سے جو گیہون بونے سے گیہون پیدا ہوتا ہے
ہر چیز کے تخم سے وہی چیز پیدا ہوتی ہی۔
ہر جاندار کا بچہ ویسا ہی پیدا ہوتا ہے۔
ہر چیز پیدا ہوتی ہے اور یکے بعد دیگرے بڑھتی گھٹتی توانا و سست ہوتی اور فنا ہو جایا کرتی ہے۔
اسقدر غور و خوض سے انسان کی عقل مین یہ بات آجاتی ہے کہ طبیعت کے لیے ایک قاعدہ معینہ ہے۔
اور سبب و نتیجہ مین ہمیشہ ایک ہی تعلق ہی۔
جب کہتے ہین کہ فلان نتیجے طبعی ہوئی یا قاعدہ طبعی ہے ہوی تو اونھین اس بات کا کافی ثبوت ملجاتا ہے اور

اس امر کی پوری علت معلوم ہو جاتی ہی کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

جب ہمیشہ یکسان نہین ہوتا ہی یا سبب وعلت نہین معلوم کر سکتے ہین تو اوسکو عرض واتفاق سے موسوم کرتے ہین اور کہتے ہین کہ فلان امر بالعرض یا اتفاقیہ ہوا لیکن جسقدر لوگون کو امور طبعی کا علم ہوتا جائیگا اوسیقدر عرضی واقعات اونکے نزدیک کم ہوتے جائینگے۔

بسبب ناواقفیت کے جس چیز کو عرضی بتلاتے تھے وہ اسی (بسبب) نکلی کہ ہمیشہ ایک ہی سبب سے ہوتی ہے۔

اور جسکو اونھون نے خلاف قاعدہ بتلایا تھا وہ باقاعدہ ہو گئی ناقص چیز دریافت حقیقت کے بعد عمدہ ترکیب کی معلوم ہونے لگی۔

اب کوئی صاحب عقل ایسا نہین ہی جو اسبات کا اعتقاد رکھتا ہو کہ کوئی امر عرضاً و اتفاقاً و بلا سبب بھی ہوتا ہی۔

جب ہم کہتے ہین کہ فلان واقعہ عرضاً یا اتفاقاً ہوا تو اوسکا

مطلب یہ ہوتا ہی کہ اسکا سبب ہمکو نہین معلوم ہی۔
ہمارا یہ کہنا کہ فلان امر اتفاقی یا عرضی ہوا بالفاظ دیگر اپنی ناواقفیت و جہالت کا ظاہر کرنا ہوتا ہی۔
امور عرضی و اتفاقی ناواقف کے نزدیک بہت ہوتے ہین اور حکیم و عالم کے نزدیک کم ہوتے ہین اور خدا کے نزدیک ہوتے ہی نہین ہین۔
مثلاً ایک شخص راہ مین جا رہا تھا کہ مینھ و ہوا کا زور و شور ہوا۔ اوسی شخص نے ایک دیوار کی آڑ مین پناہ لی اتنے مین ہوا کے جھونکے سے دیوار گر پڑی۔ دیوار اوس شخص پر گری اور وہ مر گیا۔
اس حادثہ کو ہم عارضی اور اتفاقی کہتے ہین کہ اتفاقاً وہ راستہ چل رہا تھا اور اتفاقاً بارش ہوئی اور اتفاقاً اوس نے اوس جگہ پناہ لی اور اتفاقاً وہ دیوار بوسیدہ تھی حتی کہ وہ اوسپر گر پڑی۔ حالانکہ درحقیقت دیوار کا گرنا ایک طویل سلسلۂ علل و اسباب کا اخیر درجہ تھا۔

کرہ ہوامین اور بسا اوقات بارش سے سیکڑون میل
دور اسباب طبعی کے اثر سے مینھ پیدا ہوا۔

دیوار کی بنیاد خراب تھی یا اوسکی مٹی یا پتھر کے جوڑنے مین
نقص تھا۔ اس عیب کے علاوہ زمین کی قوت جاذبہ اوسکی
گرنے مین معین تھی۔

اگر یہ نقص نہ ہوتا تو دیوار نہ گرتی۔

دیوار کے گرنے کی کافی وجوہ تھی۔

اوس شخص کے وہان پناہ گزین ہونیکا بھی کافی سبب تھا
اوسنے شدت بارش سے بچنے کا قصد کیا تھا۔ یہ امر بھی
اسی سلسلۂ اسباب و نتائج مین داخل ہی۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بوجہ قلت واقفیت کے واقعات کے علل
و اسباب کا پتہ لگانے سے ہماری عقل قاصر رہتی ہی جب سلسلۂ
علل و اسباب طویل او پیچ در پیچ ہوتا ہے تو ہم اپنی نادانستگی
و جہالت کو چھپانے کے لیے کہدیا کرتے ہین کہ بالعرض یا
اتفاقیہ ایسا ہوا۔

اگر ہم برابر حقیقت حال دریافت کرنے کی کوشش
کرین اور عرضی و اتفاقی کہدینے پر اکتفا نکیا کرین تو ہمارا
کوئی نقصان نہین ہے۔ بلکہ اس سے ہمکو نفع ہوگا اور
ہماری عقل وظرف کے بقدر حقیقت حال معلوم ہی
ہوکر رہیگا۔

(۱۰) کلام

اس بیان سے یہ امر واضح ہوگیا ہوگا کہ کوئی شئے بلا سبب
نہین ہوتی ہے البتہ بعض اشیاء کے اسباب ہم نہین
جانتے ہین مگر جو ان سب کا خالق ہی اوسکو ضرور ہر شئے
کا سبب معلوم ہے اوسکے نزدیک کوئی سبب پوشیدہ
نہین ہے جو کسی شئے کو وہ بلا سبب سمجھے بادی النظر
مین گو یہ عقیدہ شرع کے خلاف معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت
یہ بھی خلاف عقائد ہمارے نہین ہی البتہ اوسکے کنہہ پہ
نظر ضرور رکھنا چاہیے۔
یاد رکھو کہ قرآن مین فرمایا ہے کہ خدا کی عادت کے خلاف

اوسکی تبدیل تم کسی شئے مین نہ پاؤگے جو جس طریقہ وطور
سے ہوتی چلی آتی ہی وہ اُسیطرح قائم ہے -

علمائے اسلام کا مذہب سبب کے بارہ مین ہم اوپر لکھ
آئے ہین کہ اونکے نزدیک کوئی سبب فاعل حقیقی کسی شئے
کا نہین ہی بلکہ خدا کی عادت یون جاری ہوئی ہی کہ وہ
ہر سبب کے بعد اوسکے مسبب کو پیدا کر دیا کرتا ہے اور
کسی شئ کو بلا سبب نہین پیدا کرتا ہی -

ایک امر یہ بھی قابل یاد رکھنے کے ہی کہ بسا ایک شئ کے
بہت سے اسباب ہوتے ہین ایک سبب سے واقفیت
ہوتی ہے اور اوسی کو ہم سمجھتے ہین کہ یہی باعث ہی مگر
حقیقت مین اوسکے علاوہ اور بھی اوسی شئ کے اسباب
ہین جنکی خبر ہمکو نہین ہے اسی وجہ سے بہت اشیاء کو
ہم سمجھتے ہین کہ یہ بلا سبب ہوئین حالانکہ ایسا نہین ہوتا ہے
خدا کی عادت یہ بھی ہی کہ جب بہت سے اسباب جمع ہو جاتے
ہین اور وہ اسباب آپس مین متضاد ہوتے ہین ایک

چاہتا ہے خیر کو اور دوسرا شر کو تو سبب خیر کو غالب کر دیا کرتا ہے۔ اسی کی جانب حدیث مین ارشاد فرمایا ہی کہ کہ اوسکی قدرت مین ترازو (ہر شئے کی جانچ کے لیے) ہی اور قرآن کی بھی آیت کا منشار ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہے کہ مٹاتا ہی جسکو چاہے اور قائم رکھتا ہے جسکو چاہے اور اصل اندازہ اوسیکے پاس ہی۔

یہ جان لینا چاہیے کہ اسباب کے ارتباطات دو قسمونکے ہین ظاہر اور خفی ظاہر مین تغیرات ہوا کرتے ہین اور باطنی سبب مین کوئی تغیر نہین ہوتا ہے۔ کبھی دونون سبب ایک ہی ہوتے ہین کبھی نہین بلکہ مختلف ہو جاتی ہین ہر حال مین سبب خفی موثر ہوتا ہے اوس کے تابع ظاہری سبب ہو جاتا ہے۔

مثلاً کسی بیماری ہو جو بالکل مہلک تھے آدمی بلا علاج کے شفا پا گیا تو کہا جاتا ہی کہ اسکے کوئی علت نہ تھی کہ یہ اچھا ہو جاتا تو اسوقت اوسکی ظاہری سبب کے خلاف واقع ہوا مگر حقیقت مین

اوسکے اچھائی کا دوسرا سبب ہی۔

جسکو ہم سبب سمجھتے ہین اوسکے موثر ہونے مین یہ شرط ضروری ہی کہ اوسکا معارض کوئی دوسرا سبب قوی نہ ہو جاے گی مثلاً آگ سبب جلا دینے کا ہے لیکن پانی اوسکو با وجود اوسکے موجود ہونے کے جلانے سے روکدیا کرتا ہے ایک بھیگے کپڑے کو آگ پہ رکھدو تو اوسکو وہ دیر مین جلائے گی برخلاف سوکھے کپڑے کے اسی طرح سے سوکھی لکڑی جلد جلتی ہی بہ نسبت تر کے۔

یہان یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیے کہ معجزات جو انبیاء سے ظاہر ہوئے ہین گو اونکے واسطے کوئی ظاہری سبب نہین ہوتا ہے مگر درحقیقت وہ نفس قدسی اونکا اوسکا سبب خفی ہی اوسی کی وجہ سے وہ آثار عجیبہ ظاہر کرتے ہین۔

حضرت ایوب سخت علیل ہوے اور تمام جسم مین اونکے کیڑے پڑگئے کوئی مداوا اونکو نفع مند نہ ہوا وہ مرض سبب ہلاکت تھا مگر اونکا قیام اونکے گروہ مین قبل اسکے کہ کچھ بھی ہدایت

پانی مین بہت بہتر اور سراسر خیر تھا اسوجہ سے وہان سبب خفی (جسکو خدا نے بصورت ایک پانی کی نہر کے جاری کیا ہم پیدا کردیا جس سے حضرت ایوب صحیح ہوگئے۔

حضرت ابراہیم کو نمرود نے جلانے کی کوشش کی مگر جس قانون قدرت کے بنانے والے نے پانی مین آگ بجھانے کی تاثیر رکھی ہی اوسی نے حضرت ابراہیم کے جسم مین ایک ایسی سبب کو تخلیق کردیا جسکے باعث آگ کا اثر نہ ہوسکا۔

جہان تک ہم غور کرتے ہین معجزہ بھی بلاسبب نہین ہوتا ہے مگر اوسکا سبب ایسا خفی ہوتا ہے کہ جسکو خدا تو اچھی طرح سے جانتا ہے اور کیا عجب ہی کہ نفوس قدسیہ بھی اوسکو جانتے ہون مگر عوام نہین جانتے ہین اسیوجہ سے علمائے اسلام نے معجزہ کی تعریف کی ہی کہ جو شئی خلاف عادت جاری کی جائے اور اوسکے جاری کرنے مین سوائے خدا کی قدرت کے اور کوئی سبب نہ معلوم ہو اور ظاہر کرنا بھی منکر کے مقابل مین ہو تو وہ معجزہ ہے۔

یہان ایک امر اور بھی جان لینا چاہیے وہ یہ ہی کہ خدا ہر شئے
کو جانتا ہی (جیسا کہ اوپر گزرا) اوسکو معلوم ہی کہ فلان شئ
سبب ہی فلان شئے کے اور جب وہ سبب پایا جائیگا تو اثر
بھی کریگا اور جہان بہت سے اسباب جمع ہو جاینگے تو
اوسوقت بھی اوسکو پورے طور سے معلوم ہی کہ فلان سبب
غالب ہوگا اوسکے اِس علم مین کوئی تغیر نہین یہان غیب
اسباب واقعیہ خفیہ اور ظاہرہ سب جمع ہین اسی کو تقدیر علمی
اور قضاے مبرم کہتے ہین کہ اسمین کسی وقت کوئی تغیر نہین
ہوسکتا ہی خداوند عالم نے ایک جا اسباب ظاہرہ کو بھی جمع
کر دیا ہی اور اوسمین مختلف اسباب کے متعلق یہ امر معلق
کر دیا گیا ہی کہ کون سبب غالب آجائیگا مثلا اوسمین ہی کہ
کوئی شخص اگر فلان حکیم کا علاج کریگا تو اچھا ہو جائے گا
اسی قدر ہی یہ نہین معلوم کہ وہ علاج کریگا یا نہین (اسکا
علم وہ پہلے مین ہی) اسکو تقدیر معلق اور لوح محفوظ کہتے ہین
اسکا علم بہت سے اشخاص انسانی کو بھی ہوجاتا ہی لوا سکے

بنا پر تغیرات عالم مین پیش آتے ہین جسقدر اسکے علم کے
وسائل بڑہتے جاتے ہین اوسی قدر معلومات کوبھی ترقی
ہوتی جاتی ہے بعض صورتون مین اسدرجہ وسعت ہوجاتی
ہے کہ تقدیر مبرام تک بعضے علوم پہونچ جاتے ہین ان دونون
علمون کے حاصل ہوجانے سے کہاجاتا ہی کہ فلان شخص
غیب جانتا ہی ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہین قرآن سے
تو معلوم ہوتا ہے کہ سوا ے بعضے رسولونکے ادنوکی اس مرتبہ
نہین پہونچا ہے اور سواے خدا کے کسیکا علم ان دونون
کو بالاستقلال گھیرے نہین ہے ۔

(۱۱) سائنس

ناموس طبعی یا شریعت طبعی کی کیا ہے

چند بار غور کرنے اور دیکھنے سے جب ہمکو قطعی یقین ہوگیا
کہ فلان بات ایک ہی نتیجہ پیدا کرتی ہے یا یہ کہ فلان
واقعات ایک ہی ترتیب پر ہوا کرتے ہین تو اسی تحقیقات کو

ہم شریعت طبعی یا ناموس طبعی کہتے ہین۔
اسکی مثال یہ ہی کہ جب کوئی جسم سطح زمین سے اوپر اوٹھاکر چھوڑ دیا جاے تو گر پڑیگا اسلیئے ہم کہتے ہین کہ اجسام کا سطح زمین کی طرف گر پڑنا ناموس طبعی ہی۔
خالص پارہ کا سیال وثقیل ہونا اور شیشہ کا سخت اور زود ہونا اور موم کا نرم ہونا امور طبعی ہین اسلیے کہ کبھی ایسا نہین ہوتا ہی کہ کوئی جسم اوٹھا کر چھوڑ دیا جاے اور زمین پر نہ گرے
پارہ جب خالص ہوتا ہی تو سیال وثقیل ہی پایا جاتا ہی۔
شیشہ ہمیشہ سخت ہوتا ہی اور آسانی سے ٹوٹ جاتا ہی۔
موم جب پایا گیا ہی تو نرم ہی پایا گیا ہی۔

(۱۱) کلام

تمکو سائنس کے بیان سے یہان یہ امر ظاہر ہوا کہ ہر شیئ کے نہج معین پر ہونے کو ناموس طبعی کہتے ہین۔
اس امر مین کسی قسم کا شبہہ نہین ہی کہ ہر شے تمام عالم مین ایک ہی اسلوب پر ہوتی ہے اور اس سے جو کچھ اثر پیدا

ہوتے ہین باہم متشابہ ہوا کرتے ہین بیج بویا جاتا ہی درخت
نکلتے ہین پھل پیدا ہوتے ہین - آدمی کا خون صالح مادہ
حیات اور منی ہوتا ہی پھر رحم مین اپنی مان کے ایک مدت
رھکر مختلف حالات اوس پر پیش آتے ہین یہان تک کہ
خاصہ انسان ہوجاتا ہی پھر عمر کے مختلف اسنان گزرتے
ہین پھر مرجاتا ہے یہ تمام باتین درجہ بدرجہ ہوتی ہین اکنی
نہج اور یکسان طرز سے جسکو ہر شخص جانتا ہی (جیسا کہ
اوپر گزر گیا م) اسکی جانب حدیث مین اشارہ کیا گیا کہ انسان
مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور جیسی مختلف رنگ کی مٹی ہوتی
ہے اوسی طرح سے مختلف الوان کے انسان ہوتے ہین
اسی نہج اور اسلوب کو ناموس طبعی کہتے ہین اور اہل اسلام
کی اصطلاح مین سنۃ اللہ اور خلق اللہ کہتے ہین اور اسکو
عادت جاریہ بھی بولتے ہین قرآن سے معلوم ہوتا ہی کہ کسیطرح کا
تبدل و تغیر اس مین نہین ہوتا ہی - لیکن یہ تغیر و تبدل
نہ ہونا کچھ خدا کے لیے لازمی امر نہین ہی بلکہ اوسکو اختیار ہی

کہ وہ تبدل کر دے گو کریگا نہین خدا نے جس طرح
اس نظام عالم کو پیدا کیا جس مین سلسلہ علل و معلول
کا جاری کیا اور ہر ایک شئے کو ہر دوسری شئے سے
مرتبط کر دیا (بغیر اس کے کہ خلق اور کائنات مین
کوئی اس سلسلۂ خاص کا مستحق ہوتا) اسی طرح سے
وہ اس پر بھی قادر تھا کہ وہ کوئی عالم ایسا پیدا کر دیتا
جس مین اس نہج کا ارتباط نہ ہوتا مگر یہ امر حکمت کے
خلاف تھا اور وہ حکیم ہی اسوجہ سے اوس نے نہ کیا
تو یہ عدم تبدلی عجز سے نہین ہے بلکہ اقتضاے حکمت
سے ہے اور جو اوسکی شایان ہی اور خلاف کرنا البتہ
اوسکی ذات مین نقصان کا باعث ہے اسلیے کہ اوسکے
افعال حکمت سے خالی ہو جائینگے اور فعل حکیم کے
بدون حکمت کے نہین ہوتے ہین یاد رکھو کہ اظہار قدرت
کے لیے خدا نے بظاہر بعض اوقات شتہ اسرار ناموس
طبعی عمومی کے خلاف کیا ہے لیکن درحقیقت وہ بالکل

موافق سنتہ کے ہی اور ناموس طبعی کے خلاف نہین ہی۔
تم جانتے ہو کہ انسان کی پیدائش بغیر مرد اور عورت کے نہین ہوسکتی ہی اور یہی قاعدہ تمھاری نزدیک ناموس طبعی ہے حقیقت مین یہ بات کلیتہً ناموس طبعی نہین ہی بلکہ خدا کی عادت یون ہی جاری ہی کہ جب اوسکو اظہار اس بات کا منظور نہین ہوتا ہے کہ وہ خلاف کرنے پر اس ظاہری نظام کے قادر ہے تو وہ بغیر توالد و تناسل کے تخلیق انسان کی نہین کرتا ہی اور اگر اوسکو منظور ہے کہ وہ اپنی قدرت دیکھائے تو اوسوقت اسکے خلاف بھی کرتا ہی جیسے حضرت آدم کو بغیر مان باپ کے پیدا کیا اور حضرت حوا کو بغیر مان کے اور حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔
ہماری اس بیان سے تمکو معلوم ہو گیا کہ الٰہی نہج کسی کام کا ہونا ناموس طبعی اور سنتہ اللہ ہی اور اوسمین کسی نہج کا تغیر نہین ہوتا ہی اور جو تغیر ظاہرا معلوم ہوتا ہی وہ حقیقت مین نہین ہوتا بلکہ ہر شئی الٰہی نہج پر ہوتی ہی (جیسا کہ ہم آگے آتا ہی

(۱۲) سائنس

نوامیس یا شرایع علل و اسباب نہین ہوتے ہین

امور طبعی کے خصائص اور قوتون یا حوادث طبعی کی ترتیب کے متعلق جس امر کا ہم یقین کر لیتے ہین اوسی کو ناموس طبعی یا شریعت طبعی کہہ سکتے ہین۔

اس مقام پر ایک ایسے امر کے بیان کر دینے مین کوئی ہرج نہین ہے جس سے اکثر لوگ بیخبر رہتے ہین وہ امر یہ ہی کہ نہ شریعت طبعی کسی امر کا سبب اور نہ ناموس طبعی کسی امر کی علت واقع ہوتی ہے۔

ترتیب حوادث وغیرہ کے متعلق صرف اپنی تحقیق و شناخت کو ان الفاظ سے ہم تعبیر کرتے ہین۔

پھر جب اوٹھا کر چھوڑ دیا جائے تو اوسکے گر پڑنے کی علت یہ ناموس نہین واقع ہوا ہے جیسا کہ عوام الناس کا خیال ہی اور کبھی کبھی بعض فلاسفر بھی بھولے سے ایسا

کہنے لگتے ہین بلکہ اسکے متعلق قانون طبعی اور ناموس طبعی وغیرہ سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے خواہ کوئی جسم زمین سے بلند کر کے چھوڑ دیا جائے۔

اسوجہ سے (یعنی چونکہ نوامیس طبعی کسی شئی کی علت نہین واقع ہوتی ہین اور صرف تعیین خصائص وشناخت کا نام ناموس طبعی ہے) نوامیس طبعی قوانین تمدن کی مشابہ ہوتی ہین۔

قوانین تمدن صرف اسلیے بنائے گئے ہین کہ انھین پر اعتماد کر کے کاروبار چلائے جاوین تاکہ خراج اور ٹیکس کی آدائی اور قتل وسرقہ ودیگر مظالم کا انسداد ہو اور امن وامان کی صورت حاصل رہے لیکن کوئی شخص اس قانون کو ٹیکس وخراج کے وصول ہونے کی علت نہین سمجھتا ہے یہ قوانین کسی کو قتل وسرقہ وغیرہ ارتکاب جرائم سے روک نہین سکتے ہین۔

قانون مین صرف یہ ہوتا ہی کہ سرقہ یا قتل یا عدم ادائے ماوجب کے نتائج بتلا دیے جاتے ہین۔

فرائض منصبی کے ادا کرنے اور جرائم سے باز رہنے کا سبب قطع نظر خوف خدا اور آخرت اور محبت اقربا کے حقیقتہً ان امور کے انجام کا یقین ہوتا ہی - یہ یقین اون قوانین کے تصدیق سے پیدا ہوتا ہے -

شریعت بشری یعنی قوانین تمدن ہر فرد رعیت کو گورمنٹ کے احکام و افعال کے نتایج سے آگاہ کرتے ہین -

شریعت طبعی یا ناموس طبعی صرف طبعی مادون کے افعال کا حال باعتبار زمان و مکان کے بتلاتے ہین -

خلاصہ یہ کہ شریعت بشری اور طبعی ہماری عقل کو منور کرتی ہین اور ہمارے ذہن مین اثر پذیر ہوتے ہین

آن شرائع سے اگر یہ نتیجہ نور تاثیر کا نہ حاصل ہو تو یہ بیکار اور ناکارہ ٹھہرینگی

(۱۲) کلام

قوانین طبعی اور قوانین تمدن کسی شئے کی علت نہین ہوتی ہین بلکہ اونسے عواقب امور پر ایک نہج سے بصیرت ہوجاتی ہے تمنے اکثر سنا ہوگا کہ فلان شخص لٹ گیا فلان کے گھر مین چوری

ہوگی دو زمیندار آپس مین اسطرح سے لڑے کہ ایکنے دوسرے
کو مارڈالا اکثر بساطیون او تاجرونکی شکایت سُنی ہوگی کہ اُنھون
نے دغابازی کے بہت مہنگا فروخت کرتے ہین اور جھوٹ بولتے
ہین کہ ہم تمسے نفع نہین لیتے صدہا لوگ ایسے تمھاری نظر
سے گذرے ہونگے جنکو بدکاری بدمعاشی اور شراب خواری
قماربازی مین مبتلا پاتے ہوگے اور اونکو طرح طرح کے مصائب
اور مشکلات کا ہر روز سامنا ہوتا دیکھ چکے ہوگے۔
تمکو ایسے لوگ بھی ملے ہونگے جنھون نے کبھی غارت گری
نہین کی کسی کا مال بغیر حق کے نہین لیلیا آپسمین مروت
ومحبت رکھتے ہین اور غصہ وغضب کے وقت قابو سے جاتی
نہین رہتے ہین بلکہ غصہ کو فرو کر دیتے ہین تجارت مین ایسی
دیانت اونمین ہوتی ہے کہ تمھارے دیے ہوے نفع کو
بعض وقت واپس کر دیتے ہین کبھی کہدیتے ہین کہ مال
خراب تھا اسوجہ سے قیمت کم ہوگئی کبھی حساب کی غلطی سے
آگاہ ہوکر واپس کر دیتے ہین کتنے مرد و عورت ہین

جنکو تم پارسا جانتے ہو کوئی فعل خلاف تہذیب اون سے سرزد نہین ہوتا ہی نشہ کی کبھی کسی شئے کو ہاتھ نہین لگاتے جوا لاٹری کے قریب نہین جاتے ہین دنیا مین سب اون سے خوش رہتے ہین اور اونکو توی امید ہی کہ اون سے اونکا مالک راضی رہیگا۔

اس سے تمکو معلوم ہو سکتا ہی کہ کچھ باتین بُری اور کچھ باتین اچھی ہین اور بُری باتونکا بُرا انجام ہی اچھی باتین نتیجہ اچھی باتونکا ہوتے ہین قرآن مین فرماتا ہی اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ لیکن دیکھو باوجود اسکے کہ تم بُری کو بُرا اور اچھے کو اچھا سمجھتے مگر کبھی اپنی خودغرضی سے برائی کو اختیار کرنیکا قصد کر لیتے ہو۔

تم اکثر عمدہ پوشاک خوش مزہ کھانے اچھے مکانات کی خواہش کرتے ہو اگر یہ اشیاء تمھاری دسترس مین نہوئے تو تمکو کبھی کبھی ایسا بھی خیال آجاتا ہی کہ کیا اچھا ہوتا کہ فلان شخص کے اتنا ہمکو بھی روپیہ ملتا تو ہم بھی

چین کرسکے۔

اگر یہ خواہش اور ایسا خیال ایک مدت تک تمھارے ذہن مین رہا تو کبھی برائی اور مفاسد کا اظہار ہوجاتا ہے چور کیون دوسرے کا مال لیتا ہی اپنی خواہشات پورا کرنے کے لیے زمیندار کیون کسی کو مار ڈالتا ہی اپنی مرضی کے خلاف ہونے کی وجہ سے تجارت مین کیون دغا بازی ہوتی ہے نفع بہت ملنے کی امید پر جھوٹے مقدمہ کیون دائر ہوتے ہین اپنے مقاصد حاصل ہونے کی امید سے پھر بعض انسان اپنی خواہش کی مخالفت کرتا ہی اور ان جرائم سے باز آتا ہے اسکی وجہ کیا ہے بڑا سبب اوسکو عواقب کی سختیون اور انکا خوف وخیال ہوتا ہی اگر وہ جان لے کہ چوری سے قید ہوتی ہے جہنم مین جلنا پڑتا ہے تو اوسکے ڈر سے باز رہیگا جہان اوسکے دل سے وہ خوف جاتا رہا وہ مرتکب ہو جائیگا۔

کتنے لوگ ہین کہ محض گورنمنٹ کے خوف سے اپنے دشمنون کو ہلاک نہین کرتے ہزارون مسلمان ہین کہ وہ سود دیں

ڈرسے کہ خدا ناراض ہوگا نہین کھاتے ہین لاکھون انسان ہین کہ وہ نہایت درجہ احتیاط اور دور اندیشی سے توسط کے چال کھانے پینے مین رکھتے ہین۔

اس طویل تقریر کا ما حاصل یہ نکلا کہ انسان اپنے نیک و بد کا خود کم خیال کرتا ہی بلکہ بسا کسی خوف وشوق کی وجہ سے وہ ارتکاب قبایح سے باز آتا ہے محاسن کی طرف مائل ہوتا ہے۔

اب یہان یہ دیکھنا چاہیے کہ کون کون طریقہ ہین جنسے خوف وشوق پیدا ہوتا ہے فطرۃً یہ بات دیکھنے مین آئی ہے کہ قوی ضعیف کو دبا ڈالتا ہے بڑے جانور چھوٹے جانور کو کھا جاتے ہین بڑے بڑے پتھر چھوٹے چھوٹے ریزون کو نیست ونابود کر دیتے ہین مضبوط اور دلاور انسان بزدل اور کم ہمت وبے طاقت کو ہلاک کر دیتے ہین یہ غلبہ طبعی ایسا ہی جس سے تمنے دیکھا ہوگا کہ بکری شیر سے بھاگتی ہی انسان سانپ بچھو سے خوف کھاتا ہی گائے بیل انسان سے

ڈرتے ہین یہ امور طبعی ہین جنکا یہ اثر ہے -

درخت اُگتا ہی اگرچہ وہ بیل نہین ہوتا تاہم جسوقت کسی ٹی
روک یا دیوار کے قریب پہونچتا ہے تو وہان سے مڑ جاتا ہے
اپنے نشو ونما کو رکنے نہین دیتا اسکا سبب اوسکی طبیعت کا
مقتضے ہی کہ اوسکو اپنی نمائش کی جانب مائل کرتا ہی کمال
کے شوق مین وہ مڑجایا کرتا ہے ایسے ہی امور طبعی ہین
جنسے شوق پیدا ہوتا ہے آیسے ہی انسان بسا اپنی اغراض
کے خلاف کرتا ہے صرف اِس ڈر سے کہ گورمنٹ کی سزا
کا مستحق ہوگا پہانسی دائم الحبس قید خانہ بید سے محفوظ
نہ رھیگا اِسی طرح سے وہ تعلیم انگریزی کی حاصل کرتا ہے
محنت ومشقت کرتا ہے اِسوجہ سے کہ گورمنٹ کے پاس
اوسکے حقوق ہوجاتے ہین غرض کہ گورمنٹ کے دبدبہ
اور رعب وعدل وانصاف سے بھی انسان کو خوف
وشوق ہوتا ہے -

اسی طرح سے تمنے دیکھا ہوگا کہ بعضے تمھارے دوستونکو باوجود

کمال درجہ قوت رجولیت کے کسی طوائف کے پاس جانیکا
اتفاق نہ ہوا ہوگا یہ کیون صرف اسوجہ سے کہ وہ جانتے ہین
کہ گو کسی نہج کی مضرت باعتبار قوانین طبعی و تمدن کے نہین
ہے مگر خدا نے منع کردیا ہی خدا کا خوف اونکو رُوکے
ہوئے ہے۔
تمنے نماز کی پابندی کی ہی روزہ رکھتے ہوگے اسی وجہ سے
کہ خدا اسکا اجر دیگا عیش و آرام ملیگا اوسی کی رضامندی
کے شوق مین یہ باتین عمل مین آتی ہین۔
بسا محبت باعث اسکا ہوتی ہی کہ شخص محبوب کی خوشنودی
کے شوق مین اور خفگی کے خوف سے بڑے بڑے امور
کر بیٹھتا ہے۔
اول الذکر کا باعث امور طبعی ہین اونسے انسانکو جب شوق
یا خوف پیدا ہوگا جب اونکے نتایج سے واقف ہوجائے
تمنے چھوٹے چھوٹے لڑکے دیکھے ہونگے جو آگ کا انگارہ
پکڑنے کی کوشش کرتے ہین تمسے کہا جائے تو تم اوسکے

قریب نہ جاوٴگے یہی واقفیت تمھارے قوانین طبعی کہلاتی
ہے تمنے بارہا بعض گنوار ونکو دیکھا ہوگا کہ وہ ایسے
معاہدات کرتے ہین جنکی وجہ سے اونکو خسارہ ہوتا ہے
اسکی وجہ صرف یہی ہوتی ہی کہ وہ قوانین سلطنت سی ناواقف
ہین جو واقفکار ہین اونکو ہر اپنے فعل مین خوف وشوق کا
پہلو معلوم ہوتا ہی یہی علم قوانین تمدن کہلاتا ہی۔
کتنے گناہ ہین جنکے ارتکاب کے بعد ہمکو معلوم ہوتا ہی انکا نتیجہ
جہنم ہی اگر پہلے سے معلوم ہوجانے تو اس سے باز رہین اسی
طرح سے کار خیر باوجود قدرت کے ہم نے نہین کیے اسوجہ سے
کہ ہم اونکو جانتے ہی نہ تھے تو جس علم سے ہمکو یہ بات معلوم
ہوتی ہے کہ خدا کن افعال سے خوش اور کن سے ناخوش ہوتا ہے
اوسکو علم شریعت کہتے ہین آخر الذکر بحث سی خارج ہی اسوجہ سے
کہ وہ کلی نہین ہی بلکہ شخصی ہی اوسکا اثر بھی اکثر افراد انسانی
کے واسطے نہین ہوتا ہی اگر ہوتا بھی ہی تو مختلف۔
غرض کہ انسان فضائل حمیدہ اور رذائل

ناپسندیدہ یا تو قوانین طبعی کے جاننے سے کرسکتا ہی یا قوانین ملکی کے جاننے سے یا قوانین الٰہی کے جان لینے سے مگر یہ سب قوانین باعث نفع وضرر کے نہین ہوتے جیسا کہ تم ہماری تقریر سے اچھی طور پر سمجھ گئے ہوگے۔

یاد رکھو کہ بعضے وہ افعال ہین جنکو قوانین ثلثہ کی روسے اختیار و ترک کرنا چاہے بعضے وہ ہین جنمین بظاہر اختلاف ہوگا تو اسمین کس قانون کو سبقت ہی۔

قوانین تمدن وسلطنت ہمارے نزدیک اپنے دونون ساتھیون سے کم درجہ پر ہین کیونکہ اوسکے واسطے ہم یہ کہ سکتے ہین کہ اگر مخالفت کرے قوانین طبعی سے تو ترک کرنا چاہیے گو کوئی عاقل گورنمنٹ ایسے قوانین کی وضع نہین کرسکتی ہی۔

اسی طرح سے یہ کہتے ہین کہ اگر خلاف قوانین الٰہی و شریعت رسل کے قانون تمدنی ہو تو وہ بھی واجب العمل نہین ہے گو کوئی عادل گورنمنٹ کسی کو فرائض مذہبی کے ترک پر مجبور نہین کرتی ہے۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ قوانین طبعی و قوانین آلہی مین کسکو فوقیت ہی یہ امر موقوف اس بات پر ہی کہ ہم بیان کرین کہ قوانین آلہی کیسے ہونا چاہیے پھر تمکو خود معلوم ہو جائیگا کہ اونکو قوانین طبعی سے کیسی نسبت ہی یہ امر تمکو آگے معلوم ہوگا کہ قوانین تمدن مین اوامر و نواہی ہوتے ہین اور قوانین طبعی مین ایسا نہین ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ قوانین آلہی اور قوانین تمدنی انسانی مین اس امر خاص کے اعتبار سے کوئی تفرقہ نہین ہی دونون کی ایک شان ہی کہ وہ بھی مشتمل اوامر و نواہی پر ہین اور مدار اوسکے کرنے نہ کرنے پر ہی تو جو اشیاء اختیاری ہین اونھین کے متعلق ایسا حکم ہو سکتا ہی غیر اختیاری مین یہ امر چل نہین سکتا ہی۔

یہ بھی تمکو معلوم ہی کہ خدا ہر شئے کو جانتا ہی اور اوسکی مخلوق تمام اشیاء ہین اور قانون آلہی کا مقنن بھی وہی ہی تو پھر یہ امر بھی تم پر پوشیدہ نہین رہا کہ قانون طبعی کے برعکس قانون آلہی نہین ہو سکتا ہی ورنہ امر و نواہی کیونکر ہو سکتی ہین۔

جو اصل مقصود قانون سے ہی۔

اس بیان سے تمکو پورے طور سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ قانون طبعی اور قانون الٰہی مین کسی نہج کا اختلاف نہین ہو سکتا ہے ایسے مواقع ہو ہی نہین سکتے ہین جنمین کوئی امر باعتبار قانون طبعی کے کرنا چاہیے اور باعتبار قانون الٰہی کے نہ کرنا چاہیے (تفصیل اسکی آگے آتی ہی)

(۱۳) سائنس

قوانین تمدن اور قوانین طبعی مین فرق

باوجود اس مشابہت کے قوانین تمدن و قوانین طبعی مین پورا فرق ہی اس فرق کو نظرانداز نکرنا چاہیے۔

قانون تمدن صرف انسان کے لیے جو اپنے ارادہ اور افعال کا مختار ہے لمر و نہی ہی اوسے اطاعت و نافرمانی کا اختیار رہے اگر وہ چاہیگا اطاعت کریگا اور اگر چاہیگا تو نافرمانی کریگا۔ اطاعت کرنیوالا اپنی اطاعت کرنے سے قانون تمدن کی کوئی

تائید نہین کرتا - اور نا فرمان اپنی نافرمانی کیوجہ سے اوس قانون کو مٹا دیتا ہے -

لیکن قوانین طبعی انسان وحیوان کیلیے کوئی امر و نہی نہین ہے قانون طبعی صرف ترتیب طبعی کا نام ہی اس مین خلل نہین پڑتا - اگر تم ترتیب طبعی مین خلل بتلا سکوگے تو وہ قانون طبعی باطل ہو جائیگا اور تاوقتیکہ کوئی دلیل اوس ناموس طبعی کی نہ مٹ جانیکی نہ قائم ہو اوسکو ناموس نہین کہین گے مثلاً یہ ناموس طبعی کہ جو جسم سطح زمین سے بلند کرکے چھوڑ دیا جائیگا وہ پھر سطح زمین پر گر پڑیگا اگر تم یہ دکھلا دوگے کہ ایک جسم سطح زمین سے بلند کرکے چھوڑ دیا گیا اور نہین گرا تو تم اس قاعدۂ طبعی کو باطل کر دوگے اور پھر اسکو قاعدۂ طبعی نہین شمار کرین گے -

لوگون کا یہ قول کہ شریعت طبعی کے خلاف وقوع ہوا یا یہ کہ شریعت طبعی لغو ہوگئی محال ہے کیونکہ جب اوسکے خلاف وقوع ہو تو وہ شریعت طبعی شریعت طبعی نہ رہی اور جب وہ لغو ہوگئی تو جاتی رہی

مطلب یہ کہ بعض اُمور کے متعلق شریعت طبعی قرار دینا
صحیح نہین ہوتا ہے اور اوس سے یہ نتیجہ نہین نکلتا ہی کہ ترتیب
طبعی مین خلل آگیا۔
بلکہ وہ ہماری خطا ہوتی ہے کہ ہم غلطی سے ایسے امر کو جو ناموس
طبعی نہین ہی ناموس طبعی کہنے لگتے ہین وہ درحقیقت ہماری
تجویز کی غلطی ہوتی ہے۔
شریعت طبعی عام ہی اوسمین شاذ اور استثنا کو دخل نہین ہے۔
علاوہ برین شریعت بشری کے معنے بجز باہمی تعلقات
بشر کے اور کچھ نہین ہین۔ لیکن ناموس طبعی عموماً تمام امور
کی طبعی رفتار کو شامل ہی۔ انسان بھی ان امور طبعیہ کا
ایک ذرا سا جز ہے۔
ناموس طبعی انسان اور اوس کے تمام کاروبار سب کو
شامل ہے اور شریعت انسانی تمام امور طبعی کو شامل نہین ہی۔

(۱۴) کلام

(۱) قانون طبعی اور قانون بشری مین فرق یہ ہے

کہ اول الذکر انسان کے اختیار مین نہین ہے اور
آخر الذکر اوسکے اختیار مین ہے اور اون مین امر
یعنے طلب فعل اور نہی یعنے طلب ترک فعل ہو
تم سے اگر کوئی کہے کہ آسمان کے تارے توڑ لاؤ تو تم اوسکو
مجنون سمجھوگے کہ یہ کیسی بات کہ رہا ہو یہ ہمارے اختیار مین
نہین ہے لیکن اگر کوئی کہے کہ تم درخت بو آؤ تو فوراً اوسکا
کہنا مان لوگے اسی طرح سے کوئی گورنمنٹ اگر اپنا قانون اسطرح
سے قرار دے کہ جو شخص کھانا کھائیگا وہ دائم الحبس کر دیا
جائیگا تو یہ حکم اس گورنمنٹ کا قانون بشری نہ سمجھا جائیگا
بلکہ خلاف قانون ہوگا اور ایسی گورنمنٹ قابل اسکے ہوگی
کہ تباہ و برباد کر دیجائے بلکہ رفتہ رفتہ عالم سے وہ خود تباہ و برباد
ہو جائیگی اگر تم سے یہ کہا جائے کہ جو کسی کو قتل کریگا پھانسی
پائیگا تو تم اس قانون کو انصاف ہی جانوگے تمکو خدا نے
کوئی ایسی بات کا حکم نہین دیا ہے جسکے کرنے کا تمکو اختیار
نہو یعنے جب تک کہ تم کو کسی کام کرنے کے پورے اسباب

جمع نہین کر دیتا ہی تمکو اوس کام کا حکم نہین دیتا جسوقت تک
انسان کی عقل ناقص ہو وہ مکلف نہین ہی قرآن مین فرماتا
ہی کہ خدا اسے نفس کو ایسی تکلیف نہین دیتا ہی جسکی اوسکو
وسعت نہو لنگڑے لولے اندھے پر نماز جماعت سے پڑھنا
مسجد جانا ضروری نہین فقیر کو زکوٰۃ دینے کا حکم نہین ہے
مسافر کو روزہ رکھنے مین اختیار دیا گیا ہی حج بدون زاد راہ
کے فرض نہین کیا گیا۔

ہماری اس تقریر سے تمکو معلوم ہو گیا کہ جس قانون کی رو سے
دیکھے خواہ قانون فطرت خواہ قانون ملکی خواہ شرعی
سب کے اعتبار سے دو طرح کے کام ہین بعضے وہ ہین
جنکو انسان کی وسعت مین فطرت نے دیا ہے اور بعضے نہین
ہین یہ کہنا کہ قانون فطرت مین کسی شی کا اختیار انسان
کو نہین ہے اور قانون بشری مین اوسکو اختیار ہی ایک
حد تک صحیح نہین کیونکہ جو امور اختیاری ہین وہ بھی حقیقت
مین قانون فطرت ہی کے حکم مین پھنسے ہوے ہین جیساکہ

اوپر کی تقریر سے معلوم ہوگیا ہے -

(۲) قانون طبعی مین اور قانون بشری مین یہ فرق ہی کہ قانون بشری ایک جزو ہے قانون طبعی کا یہ امر ہم اوپر بیان کر آئی ہین کہ اسمین کسی قسم کا کلام نہین ہے کہ قانون طبعی خواہ وہ کسی منہج کے ہون ترتیب طبعی کے اثر کے بدون نہین ہو سکتے ہین وہ حقیقت مین اثر طبعی ہین ٹہنیان نکلتی ہین - اور بڑہتی ہین درخت اگتا ہے اونمین پتے نکلتے ہین پہل آتے ہین یہ سب امور ترتیب طبعی سے جس طرح ہوتے ہین اوسی طرح سے انسان کا پیدا ہونا اور اوسکا نموا ور اوسکے ادراکات وعقول کا حاصل ہونا اوسکے افعال یہانتک کہ نشست و برخواست سب اونہین ترتیب طبعی کا نمونہ ہین کوئی اور شے نہین ہی برخلاف اِسکے آفتاب کا منور ہونا زمین کا گھومنا تارونکا فوق الافق یا تحت الافق آنا جانا یہ سب انسان کے کسی اثر سے موثر نہین ہوسکتے ہین -

(٣) قانون طبعی مین کسی نہج کا تغیر نہین ہوتا ہے تمنے جہان کہین آگ کسی جسم سے لگائی ہوگی کسی طرح بغیر جلائے نہین رہی ہوگی ۔ آفتاب جسوقت نکلتا ہی خوانخواہ دنیا کو منور کر دیتا ہی اسیطرح سے جب تم کھانا کھاتے ہو تو پیٹ بھر جاتا ہی پانی سے پیاس جاتی رہتی ہی یہ سب امور ایسے ہین کہ ہر شخص انکو خیال کرکے یہ کہہ سکتا ہے کہ ترتیب طبعی مین کسی نہج کا تغیر نہین ہو سکتا ہی یہ بات قانون اسلام کے بھی خلاف نہین ہی جیسا کہ اوپر گزر گیا ہی کہ خدا نے فرمایا کہ تم عادت مین خدا کے تبدل و تغیر نہ پاؤگے یہانپر یہ بات بڑے غور کرنے کی ہی کہ بہت سے امور ایسے ہین جو ظاہر اخلاف ترتیب طبعی وقوع مین آتے ہین چنانچہ انبیار کے معجزہ اولیا کی کرامت جادوگرون کی افعال شعبدہ بازون کے عجائبات ۔ یاد رکھو کہ حقیقت مین یہان بھی ایک قانون طبعی ہے جسکا تمکو علم نہین ہی ۔ ہم تم جسوقت جادوگر کو کچھ کرتا دیکھتے ہو تو سمجھتے ہو کہ یہ

بلا سبب ہوا حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ جادوگر کچھ نہ کچھ خفیتہً کرتا ہے اوسکا یہ اثر ہوتا ہی انبیا واولیا جنکو قوت ملکوتی حاصل ہی وہ جو عجائب باتین دکھاتے ہین اونکے وقوع مین آنیکا سبب خود انبیا اولیا کی روح قدسی ہوتی ہی۔

مسمیریزم کرنیوالے تمکو بہت ملینگے جنہون نے محض اپنی روحانی جذبہ کی وساطت سے بڑے بڑے عجائبات دکھادیے ہونگے یہی روحانی قوت انبیا اور اولیا کی بھی ہے جو عجائبات کا باعث ہوتی ہی (فرق انبیا اور اولیا کی معجزہ و کرامت مین اوپر گزر گیا ہے دیکھو صفحہ ۱۰۲) اس ہمارے بیان سے تمکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ قانون طبعی دو قسمون کا ہے ایک تو وہ جو تمکو معلوم ہی دوسرے تم نہین جانتے ہو تو جو تمکو معلوم ہی لیبا اوسکے خلاف وقوع مین آنے کی خبر سنکر فوراً انکار نہ کرو بلکہ لازم ہے کہ وہان غور کرکے اوس سبب خفی کی تلاش کرو جو وہان موجود ہی اور تم اوسکو نہین جانتے ہو

(۱۴۱) سائنس

ناموس طبعی کا علم طریق عمل بتلاتا ہی تا کہ ہم نفع حاصل کرین اور ضرر کو دفع کرین۔

جب یہ ثابت ہو چکا کہ کوئی شئ عارضی یا اتفاقی نہین ہوتی ہے بلکہ تمام امور طبعی ایک ترتیب معین اور رفتار بے پیروان ہین اور یہ معلوم ہو چکا کہ ناموس طبعی سے ہماری مراد صرف امور طبعی کی ترتیب کے متعلق ہمارا علم و تحقیق ہے اب خوانخواہ ہمارا سب سے بڑا اصلاح کرنیوالا یہ امر ہی کہ جبقدر ہم سے ہو سکے ان نوامیس طبعی کو معلوم کرین تا کہ یہ علم ہمیشہ کیلیے ہمارے کاروبار و معاملات مین رہبر و رہنما ہو۔

اسکو اسطرح سمجھو کہ مثلاً کوئی شخص کسی ملک مین جا کر وہان سکونت اختیار کرے اور اوس ملک کی رسم و رواج و قانون سے نابلد و بے پروا ہو تو اپنے ہاتھون اوسکا انجام کار یہ ملیگا کہ وہ وہان کے قانونی نتائج قتل یا قید یا قرضداری وغیرہ مین

مبتلا ہوجائیگا۔

اس صورت مین ہر عقلمند یہی کہیگا کہ اوسکا خون اسیکی گردنپر ہی کیونکہ اوسپر فرض تھا کہ وہان کے رسم و رواج کو معلوم کرے اور اوسپر کاربند ہو۔

اسی طرح جو شخص بلا لحاظ نوامیس طبعی دنیامین بسر کرنا چاہے اوسکی عمر طویل نہو گی اور جتنی مدت تک وہ جئیگا وہ کلفت و مشقت سے کٹیگی اور یہ نوامیس اوسمین کارگر ہون گے اور اونکا انجام بذریعہ حکام اور عدالت اور پولیس کے اوسکو مل جائیگا۔

درحقیقت جب تک انسان بعض نوامیس طبعی پر کاربند نہو ایک منٹ بھی نہین جی سکتا ہے۔

نوامیس طبعی کی عدم واقفیت یا انکی طرف چندان پرواہ نکرنیکی وجہ سے ہزارہا انسان روزانہ مرجاتے ہین یا بدبختی سے زندگی بسر کرتے ہین۔

کوئی شخص ایسا نہین ہی جو یہ نجانتا ہو کہ وہ ہوا سے سانس

لینے کے لیے مجبور ہے ۔

ہر شخص اون چیزدن سے بچتا ہی جو ہوا کو اوس سے الگ کرتے ہین اور سانس کے راستونکو خراب کرتے ہین ۔

ہزارہا آدمی صرف سانس لینے پر بس کرتے ہین اور انھین اسکا کچھ لحاظ نہین ہوتا ہی کہ وہ ہوا عمدہ ہی یا خراب ہے کیونکہ اس ناموس طبعی کا اونھین علم نہین ہوتا ہی کہ بقائے حیات کے لیے صرف ہوا کا ہونا ہی کافی نہین ہی بلکہ یہ بھی ضروری ہی کہ ہوا عمدہ ہو ورنہ خراب ہوا مین جو شخص سانس لیگا اُسکو وہ ہوا نقصان کریگی ۔

اسی طرح کھانے پینے رہنے سہنے اور کارگیری اور تمام کاروبار کا قیاس کرو ۔

قول نمبر (۷) مین بیان ہو چکا ہی کہ تمام دستکاریان اور پیشے کہ جنپر نوع انسان کے بہت بڑے حصہ کی بسراوقات کا دارومدار ہی سب کی بنا طبعی مادون کی خصوصیتون کی شناخت پر ہے جو ہمارے روبرو موجود ہین اور جنکو ہم کام مین

لا سکتے ہین -

باوجودیکہ موادطبعی اوراون کے افعال اوسبب وسبب کا تعلق انسان کے قبضۂ قدرت مین نہین ہے کہ انسان اونپر حکومت کرسکے لیکن جب اوسکو اون مادون کے افعال وخواص اور نوامیس طبعی کی ٹھیک رفتار کا علم ہوجاتا ہی تووہ یہ کرسکتا ہی کہ جوامور مضرہین اونکو اپنے سے دفع کرے اور جوامور مفید ہین اونکو حاصل کرے -

اسکے متعلق قول نمبر(۹) مین چند مثالین ہم بیان کرچکے ہین دفع ضرراور حصول نفع اس طرح نہین پوراہوتا ہی کہ کسی ناموس طبعی کو بیکار کردیا جاے یا روک دیا جاے کیونکہ ناموس طبعی نہ بیکار ہوتاہی اور نہ رُکتا ہی بلکہ یہ اس طرح ہوتا ہی کہ ایک ناموس طبعی سے اس طرح کام لین کہ اوسکا فعل دوسرے ناموس کے فعل پر غالب ہوجائے بلا اس کے کہ دوسرے ناموس کا فعل روکا یا بیکار کیا جائے -

انسان تو یہ نہین ممکن ہو کہ سال کی فصلین بدل دے اور

نباتات کے اوگنے اور بڑھنے اور پکنے مین اپنے احکام کو دخل
دے لیکن اس ترتیب طبعی کی تحقیق کے بعد کہ فصلین یکے بعد دیگرے
آتے ہین اور جاڑے اور دھوپ مین پھل اور غلے پکتے اور تیار
ہوتے ہین لوگ یہ کر سکتے ہین کہ زمین کی پیداوار بڑھانے کیلیے
ایسے وقت مین کاشت کرین کہ اپنے اپنے وقت مین بارش اور
دھوپ دونون سے کام لے سکین۔

ہوا پر انسان کا کچھ بس نہین ہی کہ وہ رکی ہوئی ہوا کو
چلا سکتا ہی اور نہ چلتی ہوا کو روک سکتا ہی لیکن ہوا چلنے کے
وقت وہ اوس سے کشتیان چلانے اور چکیان پھرانے کا کام
لے سکتا ہی بلکہ ایک ہی سمت کی ہوا کو مختلف سمتون مین
کشتیان چلانیکے لیے بادبانون کے حسب مرضی لگانے سے اپنے
قابو مین لا سکتا ہی اور ہمیشہ اوس سے کام لے سکتا ہی۔

انسان کو یہ قدرت نہین ہی کہ وہ برق آسمانی کو اپنے قابو مین
لا سکے لیکن قوت کہربائی کے افعال وخواص اور قاعدے
دریافت کرنے سے یہ کر سکتا ہی کہ اوسکو بند اور محبوس کرے

تاکہ اوسکی مضرت سے بچ سکے بلکہ خبرین اور گھرون مین روشنی
کرنے اور جہازرانی اور گاڑیان چلانے اور بیماریون سے شفا
حاصل کرنے کے کام اوس سے لے سکے۔
قوت کہربائی کے چند خواص اور قواعد کے دریافت کر لینے
سے یہ سب ہوا۔
غرض نوامیس طبعی کی شناخت اون اشیا کے ایجاد کی رہنما
ہوتی ہے جنکا وجود مختلف پیمانون پر ممکن ہی کیونکہ اس صورت
مین ہمکو یہ ممکن ہوتا ہے کہ حالت موجودہ کے اعتبار سے
رفع مضرا اور حصول نفع کے لیے تصرف کر سکین۔

(۱۴) کلام

(۱) قانون طبعی کے جاننے سے جلب نفع اور دفع
مضرت ہوتا ہے۔

خداوند عالم کو اختیار تھا کہ ہمکو پیدا کرتا اور نہ بھوک دیتا نہ
پیاس نہ کسی شئے کی احتیاج ہوتی مگر اوس نے ایسا نہ کیا
بلکہ عالم اسباب مین ایک اس طریقہ کا انتظام قائم کیا جسمین

اگر غور کیا جائے کہ اس درجہ احتیاج رکھی گئی ہی کہ ایک چیونٹی
کے پیدا کرنے کے واسطے اگر یہ کہا جائے کہ آسمان اور زمین
سب کچھ بنا دیا گیا ہی تو بیجا نہو گا۔

انسان کو خدا نے تمام کائنات مین عقل دیکر اشرف کر دیا ہی
اور بڑی شرافت یہ ہی کہ تمام عالم مین اوسکو گونہ تصرف کا اختیار
حاصل ہے قرآن مین فرماتا ہی کہ ہمنے تمھارے ہی لیے آسمان
اور زمین اور جو کچھ ادسمین ہی بنایا ہی آسمان سے پانی اُتارا
زمین سے اناج اُگایا جانورون کو قابو مین کر دیا پانی کے
اشیا رہمارے واسطے ہین مچھلیان کھاتے ہین سوتی پہنتے
ہین زمین کی چیزین علاوہ کھانے پینے کی بھی ایسی ہین
جنسے زینت حاصل کرتے ہین مگر دیکھو تمھارا اشرف عقل سے
ہی اور عقل مین کونسی ایسی قوت ہے جسکو تم صرف کرتے ہو
وہ ادراک ہی اگر نہو تو تم بیکار ہو۔

پانی برسا اگر تمنے اسکا ادراک نہ کیا کہ اسوقت اناج بویا جائے
تو پانی کا برسنا بالکل بے سود ہی ایسے ہی خود تمکو سانس

کی مثالون سے ظاہر ہوگیا ہی یہانپر اسقدر کہدینا بھی ضروری
ہے کہ اسلام مین یہ بتادیا گیا ہے کہ آسمان زمین مین کوئی
شے بیکار نہین چھوڑی گئی ہے تمکو چاہیئے کہ جلب نفع یا دفع
ضرر کرو یہانتک کہ سم ہی کہ اوس سے اپنے دشمن کو ہلاک
کر دے سکتے ہو تریاق ہی کہ اوسکے استعمال سے دفع سم ہوتا ہے
پھر یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ علم جہانتک ہو اوسپر قناعت نکیجائے
کیونکہ ہر دانہ پر ایک دانا ہی ان سب باتون کے ملانے سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیان سائنس کا بہت وسیع ہی۔

(۱۵) سائنس

نوامیس طبعی کے دریافت کرلینے کا نام علم ہے
علم غور و فکر تجربہ اور سمجھ سے حاصل ہوتا ہی
ہو تجہان علم ہے خواہ وہ کسی شئے سے متعلق ہو۔
کوئی شخص یہ ہرگز گمان نہ کرے کہ جو اُمور عادۃً ہوتے ہین
اونکی پہچان کے اور شناخت حقیقی کے علم ہونے اور ان اُمور

اور امور علمی کے دریافت کرنے مین کوئی فرق ہے۔ بلکہ ہرقسم
تحقیقات تحقیقات علمی ہے خواہ وہ کسی شی سے متعلق ہو۔

پل بنانے کے متعلق معمار کی تحقیقات علم ہے اور اسی کے متعلق
انجنیر کی تحقیقات بھی علم ہے۔

صابون ساز کی شناخت اوسی نسبت کے متعلق جو تیل اور
اور سجی کے درمیان ہے علم ہے جس طرح پر کہ کیمیا ساز کی
شناخت اسی کے متعلق علم ہے۔

جس طرح سے کہ نجومی کا تعقل اور تدبیر اوسکے علم سے حاصل
ہوتا ہے اوسی طرح باغبان کا تعقل اور تدبر اوسکے عمل سے
حاصل ہوتا ہے۔

معمولی امور کے علم حاصل کرنیکی جو کیفیت ہوتی ہے یعنے
پہلے غور و فکر اور پھر آزمائش اور تجربہ وہی کیفیت امور
علمی کے حاصل کرنے کی بھی ہوتی ہے۔

ہان یہ ضرور ہے کہ امور علمیہ مین باریک بینی اور کامل آزمائش
کا ہونا اور ہر پہلو کا لحاظ رکھنا چاہیے تاکہ بھول چوک کی

اس کی مثال یہ ہی کہ زید نے حکم لگا دیا کہ عمرو نے اوسکے گھر مین چوری کی ہی کیونکہ اوسنے عمرو ہی کو دروازے کے سامنے کھڑا دیکھا تھا اور کسی اور کو نہ دیکھا تھا۔

حالانکہ چور در اصل ہندہ ہی جو بیٹ کی آڑ مین پوشیدہ تھی کہ زید نے اوسے نہین دیکھا تھا۔

جو شخص جانچ اور تجربہ مین غور و فکر کا عادی نہین ہے تو بے سوچے سمجھے ہوے مشاہدات سے اوسکا نکالا ہوا نتیجہ اور گمان ہمیشہ خلط ملط رہیگا۔

ہر محقق اور آزمانے والا اس قسم کی غلطی اور چوک مین پڑ جانیکے خطرہ مین ہے۔

علمی غور و فکر سے مراد وہ غور و فکر ہے جو کافی اور کامل ہو اور باریک بینی سے کیا جاے اور وہم و گمان اور بیکار تخمینون اور قیاسات سے خالی ہو۔

امتحان اور تجربہ اوس غور کرنیکا نام ہی جو طبعی مادون کو عملاً یکجا کرنے یا جدا کرنے یا ایک دوسرے کی نسبتونکو بدل دینے سے

حاصل ہو۔

یہ جمع اور تفریق اور نسبتون کی تبدیلی جا ہی جس طریقہ سے ہو ایک شخص انگور کے رس کو لیکر کچھ او سمین سے شیشہ کی برتن مین اور کچھ مٹی کے برتنون مین کر کے کچھ دھوپ مین رکھی اور کچھ زمین مین دفن کر دے اور کچھ کہلی ہوئی ہوا مین رکھے اور کسی برتن کا منھ خوب کس کے باندھ دے۔ یہ سب اسلیے ہو تا کہ دیکھے کسطرح سے اچھی شراب بنتی ہی تب کہا جائے گا کہ اوسنے امتحان کیا اور تجربہ کیا۔

لیکن اس تجربہ مین کئی وجہون سے خلل ہے کیونکہ اوسنے دیکھا کہ زمین مین گاڑی ہوئی مٹی کے برتنون مین عمدہ شراب بنی لیکن آیندہ سال اون شرائط کے بدل جانے سے جنکا تجربہ کرنے والے نے لحاظ نہین کیا تھا یا اون سے ناواقف تھا یہ تجربہ صحیح نہین رہتا ہی دوبارہ وہ دیکھتا ہے کہ شیشہ کے برتن مین سب سے عمدہ شراب بنی۔

باریک بینی کے مقررہ شرائط کے ساتھ جو تحقیقات کیجاے

وہ امتحان علمی ہی۔
اکثر لوگ دیکھتے ہین کہ کبھی کبھی پانی جم جایا کرتا ہے لیکن اونکا یہ دیکھ لینا امتحان علمی نہ شمار کیا جائے گا تاوقتیکہ پانی کے جم جانیکے متعلق شرطین اور لوازم نہ پائے جائین۔
اکثر لوگ یہ سمجھے ہین کہ لکڑی جب پانی مین ڈالی جاے تو تیرنے لگتی ہے لیکن امتحان علمی سے ہمکو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پانی مین تیرنے والی لکڑی بقدر اپنے وزن کے پانی کو ہٹا کر اوسکی جگہ مین سما جاتی ہے۔
دانش علمی یا تدبر کو معمولی دانش سے اوسی طرح امتیاز حاصل ہی جس طرح معمولی غور وفکر اور معمولی آزمائش عالمانہ باریک بینی اور عالمانہ امتحان سے باہم ممتاز ہین۔
امتحان علمی اور باریک بینی مین قصد تحقیق اور کامل باریک بینی ما بہ الامتیاز ہے۔
ہر صاحب عقل وتمیز جانتا ہے کہ صحیح غور وفکر کے سامنے تعقل صحیح دشوار نہین ہے۔

تحقیق علمی کے دو طریقہ ہین پہلا طریقہ وہ ہے جسکا نام استقرا
ہی - وہ طریقہ یہ ہی کہ چند افراد پر غور و فکر کرکے اوسسے
تمام قاعدے بنالیے جائین اوسکی مثال یون ہی کہ ہمنے
جب ملاحظہ کیا کہ سنگ مقناطیس کو جب لوہے کے ٹکڑے
کے قریب کرین تو وہ اوسکو کھینچ لیتا ہے - اور اس امر کا
ہمنے لوہے کے کئی ٹکڑون پر امتحان کیا تو ہمنے دیکھا کہ
جب لوہے کا کوئی ٹکڑا مقناطیس کے قریب کیا جائے گا
تو مقناطیس اوسکو کھینچ لیگا تو ہمنے یہ عام قاعدہ بنادیا
کہ سنگ مقناطیس لوہے کو جب اور جہان کہین پاویگا
جذب کرلیگا -

ہم اس قاعدے کو عام اور صحیح سمجھتے ہین حالانکہ ہمنے تمام دنیا
بھرکے لوہے مین سے صرف ذراسے لوہے پر اسکو آزمایا ہی
دانش علمی کا دوسرا طریقہ پہلے طریقہ کا برعکس ہی اور اسکا
نام قیاس رکھا گیا ہی اوسکی مثال یہ ہے کہ جب کوئی لوہے کا
ٹکڑا کسی پتھر کے قریب کیا جائے اور وہ پتھر اوسکو کھینچ لے

تو اس سے ہم یہ نتیجہ نکال لین گے کہ یہ پتھر سنگ مقناطیس ہے
چونکہ یہ امور علم منطق کے متعلقات ہین اور اس مقام پر
کچھ ہمارے بکار آمد نہین ہین اس لیے ہمنے اونسے کنارہ
کشی اختیار کی ۔
ہمارے موجودہ مطلب کے واسطے یہی کافی ہے کہ نوامیس
طبعی بھی طبعی مادون کی خصوصیات کے لحاظ سے عام
قاعدے ہین جنکی بنا باریک بینی اور بیشمار امتحانون پر ہے ۔
مطلب یہ کہ ان باریک بینیون اور آزمائشون کی وجہ سے
یہ نوامیس طبعی بھی استقرا مین آجاتے ہین ۔
علمی اور نظری علوم کے نتائج وہ امور ہوتے ہین جو اُس
عاقلانہ قیاس سے حاصل کیے جاتے ہین جسکا مدار نوامیس
طبعی پر ہوتا ہے ۔
کوئی شخص یہ ہرگز نہ سمجھے کہ علم اور فکر سلیم مین آپسمین مناقضہ
ہے جیسا کہ بعض لوگونکا گمان ہے ۔
فکر سلیم اور غور کامل ہی کو علم کہتے ہین ۔

اور عادۃً جو صحیح اور باریک سمجھ اوس سے ہوتی ہے
وہ تعقل علمی ہی - اور رفتہ رفتہ بڑھنے والی شناخت محقق
اور کامل ہو کر علم ہو جاتی ہے ۔
عادۃً جو طریقہ شناخت کا ہی اوسکے سوا اور کوئی راستہ
منزل علم تک پہونچنے کا نہین ہے تو یہی مناسب ہی کہ اسطریقہ
پر باریک بینیون اور دقیق امتحانات کے ذریعہ سے علم کو وسعت
دی جاوے ۔
پھر ان امتحانات اور باریک بینیون سے جو بات ہمکو حاصل ہو اسکو
بے کم و کاست صحیح عبارت مین بیان کر دینا چاہیے ۔
یہی بیانات نوامیس طبعی اور قواعد طبعی ہین پھر ان قواعد
طبعی پر جن امور کا مدار ہے اونکو حقیقی اور صحیح طریقہ
سے ان قواعد سے اخذ کرنا چاہیے ۔
اسطریقہ سے ظاہری نوامیس طبعی کو ہم صاف صاف معلوم کرینگے
اور اپنے امور اور کاروبار روزانہ عمدگی اور کامیابی سے
انجام دینگے فقط واللہ اعلم بالصواب

(۱۵) کلام

(۱) نوامیس طبعی کے جاننے کو علم کہتے ہین علم غور و فکر تجربہ اور سمجھ سے حاصل ہوتا ہے۔

یاد رکھو کہ اصل سبب علم کا عقل ہے اور جن چیزون سے ادراک ہوتا ہے وہ سب عقل کے ادراک کرنے کا آلہ او ذریعہ ہین علماے اسلام نے اسباب علوم جنسے عقل کو ادراک ہوتا ہے چند اشیاء قرار دیے ہین جیسے حس وجدان حدس تجربہ نظر خبر صادق۔ ہمکو اس جگہ ان سب اقسام کا بیان کرنا بے محل معلوم ہوتا ہے بلکہ ان سب کی بحث علم منطق مین ہم کرین گے۔ جو ہمارے اس سلسلہ کا ایک جزو ہوگا یہان پر خبر صادق کے متعلق ہمکو لکھنا ہے۔

اسمین کسی قسم کا شبہہ نہین ہے کہ تمھارے ساتھی اور ہم سبق کتنے ایسے ہین جنکے کہنے پر تم چلتے ہو اور بہتیرے ایسے ہوتے ہین جنکی بات سنکر ذرا بھی تم التفات نہین کرتے ہو نہین سے پہلا گروہ تمھین معلوم ہو گیا ہے کہ جھوٹ نہین بولتا ہے

اخلاق اوسکے اچھے ہین اسی طرح سے برعکس اسکے دوسرا
گروہ جھوٹا ہے بداطوار ہے۔

یہ دونون خیال ان دونون گروہ کے ساتھ علیحدہ علیحدہ
تمکو اسی وجہ سے ہوئے ہونگے کہ تم نے بار ہا تجربہ کیا ہوگا
کہ تمہارا ساتھی سعید مثلاً کبھی جھوٹ نہین بولا اوسکے اکثر
افعال عقلمندی کی تمنے دیکھی اوسکا کوئی فعل برا تمکو
معلوم نہوا اسی طرح سے دوسرا ساتھی تمہارا شاکر مثلاً اکثر
مذاق یا غیر مذاق مین جھوٹ بولجاتا ہے پڑھنے کے بعد
کھیل تماشون کی مجامع مین چلا جاتا ہے بد اخلاق بداطوار
ہے غرضکہ تجربہ سے تمہارا خیال سعید کے ساتھ اچھا ہوا
اور شاکر کے ساتھ فاسد ہوا۔

جب انسان کسی کے ایسے اوصاف جان لیتا ہے کہ وہ سچا ہے
بد اخلاق نہین ہے قوی الحفظ ہے تو اوسکی بات کو تسلیم بھی
کر لیتا ہے جو قصہ وہ بیان کرتا ہے اوسکو بلا تکلف سچ مان
لیتا ہے اسی کو علمائے اسلام ثقاہت کہتے ہین اور ایسی کے

مخالف کو غیر ثقہ سمجھتے ہین۔

ثقہ بھی بعضا ایسا ہوتا ہی جسکی قوت حفظ اگرچہ ناقص نہین ہے عقل رکھتا ہی مگر نہ اوس طرح سے وہ قوی ہی حافظہ ہے جیسے بعضے دوسرے ہوتے ہین نہ ویسا عقلمند ہے جو معدودہ چند افراد انسانی ہین جنکی قوت عقل اور فراست کامل درجہ پر پہونچ گئی ہی اگر تجسے کوئی اس قسم کا آدمی باوجو کمال حفظ و عقل رکھتا ہی کچھ کہے تو تمکو بہت کم اوس کے کہنے مین شک باقی رہتا ہے۔

پھر انھین شخصون سے اگر کوئی ایسا ہو جاے جسکا غلطی نکرنا یقین ہو جائے تو اوس کے کہنے پر اس درجہ وثوق ہو جاتا ہے کہ کچھ شبہہ ہی باقی نہین رہتا ہے جیسے انبیا ہین کہ اون کے احکام و اخبار مین کسی قسم کی خطا کرنے کا گمان باقی نہین رہتا ہے تو اب وہ جو کچھ کہینگے اوس پر ایسا یقین اور وثوق ہوگا جو دوسرے کے کہنے پر نہوگا انکو ہمارے اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ انسان جب کسی سے

کوئی بات سنتا ہے تو اوس سے علم کا حاصل ہوتا ہے اور اوسپر وثوق باعتبار خبر دینے والے کے مختلف اوصاف کے ساتھ ہوتا ہے کبھی ایک ہی شخص کے کہنے پر ایسا وثوق کامل ہوجاتا ہے کہ حاجت دوسرے شخص سے دریافت کرنے کے نہین رہتی ہے علم یقینی ہوجاتا ہے کبھی ایسا نہین ہوتا ہے بلکہ ضرورت اسکی ہے کہ اوسکے ساتھ اور بھی کوئی شخص اس خبر کا کہنے والا موجود ہو اوس سے بھی سن لین تمکو جنکی ثقاہت پر بعد تجربہ کے اعتماد ہوگیا ہے تو جب وہ کوئی بات کہتے ہین تو اوس مین تمکو بہت شبہہ نہین ہوتا ہو تاہم کچھ دل مین کھٹک ہوتی ہے مگر جسوقت ایسے ہی بہت سے اشخاص تم سے کسی بات کی خبر دیتے ہین تو تمکو یقین ہوجاتا ہے۔

تمنے کبھی مکہ نہین دیکھا ہی مگر اسدرجہ معتبر خبرین پہونچی ہین کہ تمکو اوسکے وجود کا ایسا ہی یقین ہوگیا ہی جس طرح سے تم چشم دید واقعات دیکھکر یقین کرتے ہو۔

لندن اور اوسکے آبادی محض سنی سنائی کتابون مین لکھے
ہوے پاکر تمھارے سامنے یقینی ہو گئی ہے جب اسطرح سے
کثرت خبر دینے والون کی ہوجاتی ہے کہ جسمین غلطی کا شبہ
بھی جاتا رہتا ہی بلکہ عقل باور نہین کرتی ہی کہ یہ سب غلط بات پر مجتمع
ہونگے تمکو تجربہ کے ساتھ اذعان و یقین ہو جاتا ہے اسی کو
علماے اسلام متواتر کہتے ہین متواتر مین کوئی قید
مذہب و ملت کی نہین ہے ہان اس قدر شرط ضروری
ہے کہ ہر وقت اوس واقع کے جاننے والے اتنے موجود
ہون جن پر عقل عادۃً جھوٹ بولنے کا شبہہ نہ کرے
وہ کسی مذہب کے کیون نہون یہی وجہ ہے کہ مسلمان
اون واقعات کو جو دوسرے مذہب والے متواتر بیان
کرتے ہین اونکو تسلیم کرلیتے ہین ۔

ہان بعض امور ہین جن کی صورت متواتر کی ہے مگر
درحقیقت وہ متواتر نہین ہین اون کو تسلیم نہین
کرتے ہین جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل ہونا کہ

یہود و نصاری اوسکے قائل ہین اور برابر اونکے یہان متواتر
مشہور ہی مگر حقیقت تواتر کی ابتدا مین نہین پائی جاتی کیونکہ
راوی بہت کم تھے (جیسا کہ کتب رد مین مشرح مذکور ہی)
یہی کیفیت آسمانی کتابون کی ہی سوا قرآن کے کہ وہ بھی
متواتر نہین ہین اونمین بھی ایسے مراتب نکلتے ہین جہان
اونکی جاننے والی بہت تھوڑی جماعت تھی۔
الحاصل خبر صادق بھی موجب علم کو ہی اور پھر اوس سے
جو علم حاصل ہوتا ہے اوسکے مراتب باعتبار مخبر کے گھٹتے
بڑھتے ہین سب سے زائد قوی نبی کی خبر اور اوسکے بعد
متواتر ہے اسکی تحقیق ہم کسی اور سلسلہ مین بہت تفصیل
سے کرینگے۔
یہان یہ بھی جان لینا ضروری ہی کہ دلیل استقرائی علماے اسلام کے
نزدیک صرف مگر موجب یقین کو نہین ہے بلکہ اوس مین شبہہ
باقی رہتا ہے ہان اگر استقرا تام ہو۔
تم نے تمام افراد انسان کے ایسے دیکھے ہین جنکے چہرہ پر مونچھ ہو

بالون سے خالی ہی جسم کا کل حصہ بالون سے ڈھپا نہین ہے
تمنے عام کلی حکم لگا دیا کہ تمام انسان ایسے ہی ہین حالانکہ
ایک مدت کے بعد بعض ایسے افراد بھی انسان کے پائے
گئے ہین جنکے پورے جسم مین مثل جانورون کے بال ہین
تمھارے سامنے جسقدر جانور ہین سب کھاتے وقت اپنا
نیچے کا جبڑا ہلاتے ہین تمنے اون سب کو دیکھکر کہدیا
کہ جو جانور ہے چبانے کے وقت نیچے کا جبڑا ہلاتا ہے پھر
چند دنون کے بعد معلوم ہوا کہ مگرمچھ نیچے کا جبڑا نہین
ہلاتا بلکہ اوپر کے ہونٹھ سے چباتا ہے وہ پہلا حکم تمھارا
غلط ہوگیا اس احتمال کی وجہ سے کہ بعض افراد سے نوع
کے ایسے بھی ہون جن مین یہ امر مشاہد نہ ہو کوئی قطعی
حکم استقرا سے نہین حاصل ہو سکتا ہے اسکی بھی تفصیل ہے شاعلم منطق ہوگی

تمت

حسب فرمائش جناب مولوی محمد سلامت اللہ صاحب دام فیضہ
بعد حفظ حق تالیف ماہ مارچ ۱۹۱۰ء نامی پریس لکھنؤ مین طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کا شکر ہو کہ جسنے عیسی (علیہ السلام) کو جو موسی (علیہ السلام) کا ایسا بلکہ
اونسے اشرف اعلی۔ ہادی و رہنما ہماری نجات و فلاح دارین کی غرض کے لیے عرب
سرزمین مین مبعوث کیا محمد مصطفے (صلی اللہ علیہ وسلم) جنکی ہدایت و
ارشاد نے تمام شرایع و ادیان سے عالم کو بے پروا کر دیا اور اقوال حکما
اور تحقیقات فلسفیہ کو تقویم پارینہ کے طور سے نیست و نابود کر دیا اوسکی
شریعت نے جسطرح روحانی حکمت کا سبق دیا اوسیطرح جسمانی فلسفہ کو
توڑ ہی اور اوسکے مستحکم قواعد نے جن دلونپر قبضہ پایا ہی اونپر نہ تو حکماے
قدیم کی خیالی تحقیق اثر کرتی ہے اور نہ جدید فلاسفرونکی ملمع سازی دہوکا
دیتی ہی۔ شریعت محمدی کو نہ حکمت قدیمہ سے کچھ صدمہ ہوا تھا اور نہ سائنس جدید
کے حملونسے کچھ ضرر کی امید ہی خدا کا دین ہی وہی اوسکی مدد کرتا ہی کبھی امام غزالی
امام رازی کے ایسے گروہ سے حکمت یونان کو نیچا دکھایا اور کبھی ہمارے زمانہ کے
روشن دماغ عالی خیال اہل علم پیدا کیے جنکی ہمت سائنس جدید کی زد سے اسلام کو
بچانے کیطرف متوجہ ہوئی اور ایکدن وہ بھی ضرور آنیوالا ہی کہ یہ پاکیزہ گروہ انکے
مد مقابل قابل سے قابل فلاسفرونکو طفل مکتب کیطرح عاجز کر دینگے اوسیطرح
جسطرح ارسطو اور افلاطون کی نوبت گذری تھی اگرچہ اسوقت ایسے علما نہین
دکھائی دیتے ہین کہ جنکے حق مین کہا جاے کہ یورپ کی نت نئی تحقیقات کی تاب
روک دینگے مگر ضرور قوی امید ہی کہ اگر ایسی ہی توجہ رہی تو کسی نہ کسی وقت
ایسا بھی کر دکھاینگے۔ جن لوگون نے قدیم علم کلام کی ابتدا سے وقعت

حاصل کی ہی وہ میری امید کو ما فوق العادۃ نہ تصور کرینگے اسلیے کہ وہ جانتے
ہین کہ علم کلام قدیم ابتدا مین کیا تھا اور رفتہ رفتہ مدارج کمال کی کسحد تک پہونچ گیا
جسطرح وہ لوگ قابل قدر ہین جو موجد تھے اسیطرح وہ لوگ لائق صد آفرین ہین
جنھون نے تقلید کو پایے اجتہاد سے بلند کر دیا اوسکی نظیر اسوقت کے علما ہین
کہ ہم اونکی ویسی شکرگزاری کے ساتھ اونکی ہمت کی داد دیتے ہین کہ اگلے موجدین
کلام سے انکو گونہ سبقت ہی اگلون نے جو کچھ کیا ایسے وقت مین کیا کہ زمانہ اونکا موافق
سلطنت اونکی مددگار بخت اونکا یاور تھا برخلاف ہمارے معاصر علما کے کہ
ناموافقت نامساعدت نکبت سب ہی کچھ موجود ہی مین اپنے زمانہ کے مصنفین
علما مین سے اپنے معظم و مکرم جناب مولانا مولوی حافظ محمد قیام الدین
عبد الباری صاحب مدظلہ کا شکریہ ادا کیے بغیر نہین رہ سکتا جنکی ادنی توجہ
نے اس نازک زمانہ مین ایسا مفید رسالہ قوم کے روبرو پیش کیا ہی اگرچہ مولنا
ممدوح کی قابلیت سے اسکو کچھ مناسبت نہین ہی مگر ہم جیسے ناواقفون کیلیے
مرشد کامل ہی اسوقت میرے دلکا جوش مجھے مجبور کر رہا ہی کہ مین اپنے معظم مولف
کے اوصاف کے ذکر مین ورق کے ورق ہی نہین بلکہ دفتر کے دفتر سیاہ کر دیکھاون
مگر بعض عزیز احباب مجھے مشورہ دے رہے ہین کہ مین صرف ایک مختصر تذکرہ پر اپنی
تقریر ختم کرون جناب مولنا مدظلہ فرزند جناب حضرت مولنا حافظ حاجی محمد عبد الوہاب
قدس سرہ العزیز ۱۲۹۵ھ مین بمقام لکھنؤ فرنگی محل پیدا ہوے آپکا سلسلہ نسب چھبیس کڑی برابر
برابر علما و فضلا ہی چلے آئے ہین مورث اعلی شیخ الاسلام حضرت عبد اللہ انصاری ہروی ہین حضرت
ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہی آپنے زمانہ

رشد مین ابتدا اگو قرآن شریف حفظ کرنیکے بعد کتب درسیۂ نظامیہ باجن کتب جناب مولٰنا
مولوی عین القضاۃ صاحب حیدرآبادی جناب مولٰنا مولوی عبدالباقی صاحب
فرنگی محلی سے تحصیل کین اور سفر حج مین علماے حرمین شریفین و عراق سے کتب حدیث
وادب پڑہی آپکو باوجود علوم قدیمہ سے ذوق کامل رکھنے کے علوم جدیدہ سے خاص
دلچسپی ہی ایک زمانہ تک آپنے شغل تصنیف و تالیف رکھا چنانچہ کثیر التصانیف
ہوئی - جسکی فہرست حسرۃ المسترشد مین مذکور ہی آپکی عمدہ تالیفات سے فتاوی
قیام الملۃ والدین ہی جسمین علماے فرنگی محل کی فتاوی چار جلدوں مین جمع کیے ہین
اور ایک جلد مین مقدمہ مشتمل احوال علماے فرنگی محل اور بعض فوائد فقہیہ متعلق
مفتی اور مستفتی اور وجوہ اختلاف وغیرہ ہی آپ نے اب تصانیف کا سلسلہ
موقوف کردیا جسکا بہت بڑا سبب عدیم الفرصتی ہے اور پھر بھی یہ
تصنیف وقتاً فوقتاً جاری رکھی ہے - آپ نے ایک مدت تک
فتوی نویسی کی اور سال گذشتہ کانفرنس تعلیمی علیگڈہ مین فتوی
علما کی توہین ہونے سے فتوی پر دستخط کرنا بالکل چھوڑ دیا تاہم
تین جلدین مجموعہ فتاوی کی جمع ہو گیئین - اب صرف درس تدریس کا
مشغلہ ہے بہت سے لوگ آپ کے انفاس سے مستفیض ہوتے ہین
خداوند عالم آپ کو اپنے حفظ و امان مین رکھے کہ آپ سے
قوم و ملت کو بہت کچھ فوائد کی امید ہے آمین ثم آمین -

محمد احسان الرحمن قدوائی بڑاگانون بارہ بنکی

لہٰذا ہم واسطے واقفیت عوام کے فہرست تصانیف مولانا ممدوح کو آخر مین درج کرتے ہین ۱۲ محمد سلامت اللہ عفی عنہ -

فہرست مضامین سائنس و کلام جزو اول حصہ اول مرتبہ منشی شیخ محمد احسان الرحمن صاحب رئیس بڑاگانون بارہ بنکی

فرائض

کتاب الفرائض - حاشیۃ السراجیہ - الاظہار سنے توریث الارحام والاصہار

کلام

غایۃ الکلام - زبدۃ الفوائد - کتاب العقائد -

اصول فقہ

ملہم الملکوت شرح سلم الثبوت - نہایۃ الانکشاف فی درایۃ الاختلاف -

حدیث

الدرۃ الباہرۃ فی الاحادیث المتواترۃ - شفاء الصدور - راحۃ الفواد
الارشاد فی الاسناد - الباقیات الصالحات - الہیاکل المعنویہ علی الشمائل النبویہ

تفسیر

فیض القادر فی تفسیر آیۃ الغافر -

سیر

تنویر الصحیفہ - شہادت الحسین - تنشیط الحسین - رسالہ فی الوفات -
رسالہ فی المعراج - مختصر التاریخ - اصول التاریخ - تحفۃ الاخلاء رجال الصحابہ
السعادۃ المنیفہ - الرحلۃ العراقیہ - الرحلۃ الحجازیہ - حسرۃ المسترشد وسال المرشد

تصوف وسلوک

افضل الشمائل - سبیل الرشاد - رسالۃ النصیحہ - رسالۃ التوبہ - نظم الفرائد
علاوہ ان تصانیف کے بعض حواشی مختلف کتب درسیہ وغیرہ پر ہیں جیسے حاشیہ شرح سلم قاضی حاشیہ
میر زاہد رسالہ حاشیہ میر زاہد ملا جلال حاشیہ غلام یحییٰ حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ الصدرا حاشیہ نور الانوار حاشیہ
حاشیہ نور الانوار حاشیہ اصول الشاشی حاشیہ شرح مشکوٰۃ لملا علی قاری حاشیہ
مختصر معانی انمیں سے بعض ابھی ناتمام ہیں -